……جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں……

نام کتاب : انوار خطابت' برائے صفر المظفر

تالیف : مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ
وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

طبع اول : صفر المظفر 1432ھ،م جنوری 2011ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار (1000)

قیمت : 25 روپئے

ناشر : ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن

کمپوزنگ : ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر: 040-24469996

پروف ریڈنگ : مولانا حافظ سید واحد علی قادری (رکن عاملہ)، مولانا حافظ سید احمد غوری نقشبندی (رکن عاملہ)

ملنے کے پتے :
☆ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن
☆ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' حیدرآباد
☆ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
☆ منہاج القرآن مغل پورہ حیدرآباد
☆ عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
☆ ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد
☆ مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
☆ ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
☆ دیگر تاجران کتب، شہر و مضافات

☆……☆……☆……☆……☆

...... فہرست ......

☆...... ماہ صفر' اسلامی نقطۂ نظر ......☆

(2)☆...... برادران وطن کے ساتھ تعلقات ......☆

(یوم جمہوریہ کے موقع پر خصوصی پیغام)

(3)☆...... اولاد کی تربیت کے اسلامی اصول......☆

(4)☆......وصال مصطفی ﷺ کی اعجازی شان......☆

﷽ ماہ صفر، اسلامی نقطۂ نظر ﷽

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الاکرمین الافضلین ومن احبھم وتبعھم باحسان الی یوم الدین اجمعین امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ،بسم اللہ الرحمن الرحیم:وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ.صدق اللہ العظیم

بزرگان محترم ومعزز حاضرین وسامعین! اسلام دین حق وصداقت ہے، جس نے عقیدۂ توحید ورسالت کے انوار سے کائنات کو روشن ومنور کیا اور ہرقسم کی باطل رسومات اورمشرکانہ توہمات کا خاتمہ کیا۔

جاہلیت کی فرسودہ رسومات ومشرکانہ توہمات میں یہ بات بھی تھی کہ لوگ ماہ صفر کومنحوس سمجھتے تھے اوراس سے بدشگونی لیتے تھے،اس دور میں لوگوں کا یقین تھا کہ اس ماہ کی آمد کی وجہ سے وہ مصائب و بلیات میں گھر جاتے ہیں،اورمعیشت تباہ وبرباد ہوجاتی ہے،وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اس ماہ کے سبب وہ بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں،اور یہ نظریہ رکھتے تھے کہ اس ماہ میں نحوست ہوتی ہے،کوئی بڑا کام یا کوئی نئی مہم کا آغاز اس ماہ میں نہیں کرنا چاہئے؛اس طرح کے باطل عقیدوں کووہ اپنے دل میں جگہ دیتے تھے۔

اسلام نے ان تمام باطل تصورات کوختم کردیا،ایمان وعقیدہ کی نعمت لازوال کے ذریعہ یہ درس دیا کہ مصائب وآلام کاتعلق کسی ماہ وسال سے نہیں ہے بلکہ وہ نیکوکاروں کے لئے

اللہ تعالی کی جانب سے امتحان وآزمائش اور گنہگار کے حق میں اس کی بدعملیوں کا نتیجہ ہے' ابھی میں نے خطبۂ مسنونہ کے بعد جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ.	اور جو مصیبت بھی تمہیں پہنچتی ہے (اس بدعملی) کے سبب پہنچتی ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائی ہے، حالانکہ وہ (اللہ تعالیٰ) بہت سی (نافرمانیوں) کو درگزر کردیتا ہے۔

(سورة الشورى۔30)

جاہلیت میں لوگ پرندہ کو اڑاکر فال لیا کرتے تھے، اگر پرندہ سیدھی جانب پرواز کرتا تو فالِ نیک لیا کرتے اور اگر راست اوپر یا نیچے کی جانب اڑتا تو یہ سمجھتے تھے کہ ہم جو ارادہ رکھتے ہیں' وہ ہوگا تو ضرور لیکن اس میں تاخیر ہوگی اور اگر پرندہ بائیں جانب پرواز کرگیا تو وہ اس سے بدشگونی لیتے کہ ہمارا کام نہیں بن پائے گا۔ ''عقاب'' پرندہ کو دیکھ لیتے تو فکرمند ہوجاتے اور برے انجام سے اس کا شگون لیتے' کیونکہ اس کے معنیٰ ''عذاب'' کے ہیں۔ اگر ''غراب'' یعنی کوّے کو دیکھتے تو اس سے تکالیف سفر اور غربت واجنبیت کا فال لیتے اور ''ہدہد'' پرندہ کو دیکھتے تو ہدایت ودرست روی سے اسے تعبیر کرتے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے عقائد باطلہ کی تردید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ......	ترجمہ: کوئی بیماری متعدّی نہیں ہوتی' بدشگونی جائز نہیں' الو اور صفر کے مہینہ میں کوئی نحوست نہیں!

(صحيح البخاری، كتاب الطب، باب الجذام، حديث

نمبر:5380۔زجاجة المصابیح ،باب الفال و الطیرة، ج3،ص446)

خیر وشر اور تقدیر الٰہی

حقیقت میں خیر و بھلائی عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، چین وسکون بخشنے کا اسی کو اختیار ہے اور ہر طرح کی کامیابی عطا کرنے والا وہی پروردگار ہے، وہی راحت بخشتا ہے، وہی رحمت کی بارش برساتا ہے،اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے بندوں کو آزمایا کرتا ہے، کبھی نعمتوں سے سرفراز کرکے آزماتا ہے، کبھی مشقت وتکالیف کے ذریعہ آزماتا ہے کہ کونسا بندہ اپنے مولا کے فضل وکرم پر اسکی بارگاہ میں رجوع ہوتا ہے اور کون دوری اختیار کرلیتا ہے، پروردگار عالم یہ واضح کرتا ہے کہ بندہ اس کی نعمتوں پر شکرگزاری کرنے لگتا ہے یا اس کی بارگاہ سے کنارہ کشی اختیار کرجاتا ہے' آزمائش پر صبر کرتا ہے یا مایوس ہوکر راہ حق سے دوری اختیار کرجاتا ہے، کتاب وسنت کے روشن راستوں پر گامزن رہتا ہے یا نافرمانی کی اندھیریوں میں بھٹک جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَى سَبِيلًا

ترجمہ: اور جب ہم انسان پر انعام فرماتے ہیں تو وہ روگردانی کرتا ہے اور کنارہ کشی اختیار کرلیتا ہے، اور جب اُسے مصیبت پہنچتی ہے تو وہ مایوس ہوجاتا ہے۔اے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ فرمادیجئے: ہرکوئی اپنی فطرت کے مطابق کام کررہا ہے، تو تمہارا پروردگار ہی بہتر جانتا ہے کہ کون زیادہ سیدھی راہ پر ہے۔

(سورة بنی اسرائیل۔84/83)

ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور نعمت کی عطا اس کی جانب سے ہے، مصیبت کا آنا بھی اس کی مشیت سے ہے برگ وبار، باغ وبہار اس کی جانب سے ہے اور طوفان وقحط سالی بھی اس کی طرف سے ہے، جان ومال کی حفاظت بھی اسی کی طرف سے ہے اور جان پر آنے والی مصیبت اور مال کی ہلاکت بھی اسی کے حکم سے ہے، الغرض ہر طرح سے وہ اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے، جب خدائے تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ایمان ہے تو پھر آزمائش اور امتحان ضرور ہوا کرتا ہے ،حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الم ،أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۔

ترجمہ: الٓـمّٓ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ وہ کہنے لگیں' ہم ایمان لائے 'اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے!۔

(سورۂ عنکبوت۔2،1)

برادران اسلام! ہمارے وہم وگمان اس بات پر اکساتے ہیں کہ صفر کا مہینہ آچکا ہے، پتہ نہیں کہ ہمارے یہ دن کیسے گزریں گے، کس بلا میں ہم مبتلا ہونگے ،کونسی بیماری ہمیں لاحق ہونے والی ہے؟

یاد رہے کہ شب وروز مصائب ومشکلات نہیں لاتے، کسی مہینہ کی آمد کی وجہ سے مصیبت نہیں آتی ،! بلکہ حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو ہماری بداعمالیاں ہی ان بلاؤں کا سبب ہوتی ہیں اور ماہ صفر سے متعلق ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہمارے باطل توہمات ہمیں فتنوں اور مشکلات میں گھر جانے کا سبب تو نہیں بن گئے۔

ہم اپنی دنیا اور آخرت کے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے عظمت والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردیں تو نہ ہم شکوک وشبہات میں مبتلا ہونگے اور نہ ایسی فکر دامن گیر ہوگی۔

قوم ثمود کی بدشگونی

قرآن کریم میں قوم ثمود کی توہم پرستی اور ان کی بدشگونی کا ذکر کیا گیا کہ انہوں نے بھوک وپیاس کے ڈر سے خدا کی نعمت کو ٹھکرادیا، وہ اونٹنی جو آیت الٰہی بنا کر ان کی طرف بھیجی گئی تھی، اس اونٹنی کو انہوں نے ذبح کردیا، سرکشی کرتے رہے، خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کردئے گئے اور انہوں نے اپنے مقدس نبی حضرت صالح علیہ السلام کا وجود اور آپ کے امتیوں کا ان کے درمیان رہنا بھی پسند نہ کیا اور کہنے لگے کہ ہم آپ سے اور آپ کی خدمت میں رہنے والوں سے براشگون لیتے ہیں کہ یہ مصیبت ہم پر تمہاری ہی وجہ سے آپڑی ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں موجود ہے:

قَالُوْا اطَّيَّرْنَا بِکَ وَبِمَنْ مَّعَکَ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَاللّٰهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ .

ترجمہ: انہوں نے کہا: ہم تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں، حضرت صالح (علیہ السلام) نے فرمایا: تمہاری نحوست کا سبب اللہ کے علم میں ہے' بلکہ تم ایسے لوگ ہو جن کی آزمائش کی جاتی ہے۔

(سورۃ النمل۔47)

حضرات گرامی! اس واقعہ سے ہمیں یہی روشنی مل رہی ہے کہ آفات ومصائب سے دوچار ہونا اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے؛ اسے کسی اور کی طرف منسوب کرنا' یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ اللہ کے منکروں کا طریقہ ہے، جیسا کہ خطبہ مسنونہ کے بعد تلاوت کردہ آیت شریفہ میں ارشاد ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ۔

ترجمہ: اور جو مصیبت بھی تمہیں پہنچتی ہے (اس بدعملی) کے سبب پہنچتی ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائی ہے، حالانکہ وہ (اللہ تعالیٰ) بہت سی (نافرمانیوں) کو درگزر کردیتا ہے۔

(سورۃ الشوری۔30)

شگون بد اور توہم پرستی کی ممانعت

جہاں تک بدشگونی کا تعلق ہے حضور اکرم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے خیال کو غلط قرار دیا اور توہم پرستی کے تصور کی یکسر نفی فرمادی سنن ابوداود سنن ترمذی میں حدیث شریف ہے :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ : اَلطِّيَرَةُ مِنَ الشِّرْكِ قَالَهُ ثَلاثاً.

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدشگونی لینا شرک جیسا عمل ہے، آپ نے اس کو تین مرتبہ فرمایا۔

(سنن الترمذی، باب ما جاء فی الطيرة والفال، حديث نمبر: 1712، سنن ابی داود ، کتاب الطب ، باب فی الطيرة، حديث نمبر: 3912)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الطيرة شرك ای لاعتقادهم أن الطيرة تجلب لهم نفعا أو تدفع عنهم ضرا فإذا عملوا بموجبها فكأنهم أشركوا بالله فی ذلك ويسمى شركا خفيا. وقال شارح يعنی من اعتقد أن شيئا سوى الله ينفع أو يضر بالاستقلال فقد أشرك أی شركا جليا

بدشگونی لینا شرک ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ بدشگونی کے تقاضے پر عمل کرنے سے ان کو نفع حاصل ہوتا ہے یا ان سے ضرر اور پریشانی دور ہوتی ہے اور جب انہوں نے اس کے تقاضے پر عمل کیا تو گویا انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا' اور اسے شرک خفی کہا جاتا ہے۔ اور کسی شخص نے یہ عقیدہ رکھا کہ فائدہ دلانے اور مصیبت میں مبتلا کرنے والی اللہ تعالی کے سوا اور کوئی چیز ہے جو ایک مستقل طاقت ہے تو اس نے شرک جلی کا ارتکاب کیا ہے۔

(مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح ، كتاب الطب والرقى ، باب الفال

والطیرۃ ،ج4ص522)

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

انماسماھاشرکا لأنهم کانوا یرون ما یتشاء مون به سببا مؤثرا فی حصول المکروہ وملاحظة الأسباب فی الجملة شرک خفی فکیف إذا انضم إلیها جهالة وسوء اعتقاد.	حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے شرک اس لئے فرمایا کہ وہ لوگ یہ اعتقاد کرتے تھے کہ جس چیز سے انہوں نے بدشگونی لی ہے وہ مصیبت کے نزول میں متاثر کن سبب ہے اور بالعموم ان اسباب کا لحاظ کرنا شرک خفی ہے، بطور خاص جب اس کے ساتھ جہالت اور بداعتقادی بھی ہوتو اس کا شرک خفی ہونا اور بھی واضح ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ،ج4،ص522/523)

سنن ابوداود شریف کی ایک روایت میں ہے،حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

الْعِيَافَةُ وَالطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ۔	پرندہ کے ذریعہ فال لینا،کسی چیز سے بدشگونی لینا اور کنکریوں سے فال نکالنا شیطانی کام ہے۔

(سنن ابی داود ، کتاب الطب ، باب فی الخط وزجر الطیر،حدیث نمبر:3909)

ماہ صفر میں فی نفسہ نحوست نہیں!

محترم حاضرین! بخاری شریف میں حدیث شریف ہے:

لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ......	ترجمہ: کوئی بیماری متعدّی نہیں ہوتی' بدشگونی جائز نہیں' الّو اور صفر کے مہینہ میں کوئی نحوست نہیں!

(صحیح البخاری ،کتاب الطب، باب الجذام ، حدیث نمبر:5380)

حضرت سیدی ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی مجددی قادری محدث دکن علیہ الرحمۃ اس کی شرح کرتے ہوئے زجاجۃ المصابیح کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں:

قوله ولا صفر قال ابو داؤد	امام ابوداود علیہ الرحمۃ نے اپنی سنن میں بیان کیا کہ محدث
في سننه قال بقية ، سالت	بقیہ نے اس حدیث شریف کے بارے میں اپنے استاد محمد
محمد بن راشد عنه قال	بن راشد سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: جاہلیت میں
كانوا يتشاء مون بدخول	لوگ ماہ صفر کی آمد کو منحوس سمجھتے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ
صفر ، فقال النبي صلى الله	والہ وسلم نے اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا
عليه وسلم لا صفر وقال	کہ ماہ صفر منحوس نہیں ہے!۔علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ
القاضي هو ان يكون نفيا	نے فرمایا: اس حدیث شریف سے اس وہم کی نفی ہو جاتی
لما يتوهم ان شهر صفر	ہے جو ماہ صفر سے متعلق کیا جاتا ہے کہ اس میں آفات
تكثر فيه الدواهي والفتن	وبلیات بکثرت نازل ہوا کرتی ہیں۔

(حاشية زجاجةالمصابيح، ج 3، كتاب الطب والرقى، باب الفال والطيرة ، ص447)

عزیزان محترم! مذکورۂ بالا احادیث شریفہ کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھنا غیر اسلامی ہے، اس میں مہینہ شادی بیاہ سے گریز کرنا اور خوشی ومسرت کی تقاریب کے انعقاد کو نامناسب سمجھنا یہ سب بے جا امور ہیں اور جاہلیت کے باطل توہمات کی پیداوار ہیں؛ جن کی دین اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، ماہ صفر کی تاریخی حیثیت بھی اگر دیکھی جائے تو ایک روایت کے مطابق حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنھا کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے اسی ماہ مبارک میں

www.ziaislamic.com

کروایا تھا' گوکہ معروف روایت ماہ شوال کی ہے، ماہ صفر میں نکاح کے متعلق روایت ہے:

قال جعفر بن محمد تزوج علی فاطمہ رضی اللہ عنہما فی شھر صفر فی السنة الثانیة وبنی بھافی شھر ذی القعدة علی رأس اثنین وعشرین شھرا من الھجرة۔

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما سے دو ہجری صفر کے مہینہ میں عقد فرمایا اور آپ کی رخصتی ہجرت کے بعد بائیس مہینے کے اوائل ذوالقعدہ کے مہینہ میں ہوئی۔

(سبل الھدی والرشاد، ج12،ص469)

حاضرین کرام! بعض لوگ ماہ صفر میں کسی اہم کام کے لئے سفر کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے' جبکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی جانب سفر کا آغاز ایک روایت کے مطابق ماہ صفر کے آخر میں فرمایا تھا۔

(شرح الزرقانی علی المواھب،ج،2ص102)

ماہ صفر کامیابی والامہینہ

محترم حاضرین! یہ سفر مقدس دین اسلام کی غیر معمولی ترقی اور مسلمانوں کی خوشحالی' فتح ونصرت کا باعث ثابت ہوا۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی وہ سفر تھا جو اپنے اندر فتح مکہ کی عظمتوں کو لئے ہوئے تھا' گویا ماہ صفر میں ہجرت کرنا اتمام شریعت کا ذریعہ اور فروغ اسلام کا وسیلہ قرار پایا، بلاؤں کے نازل ہونے کا نہیں بلکہ مصائب ومشکلات کے دفع ہونے کا سبب بنا۔ اسی وجہ سے ہمارے عرف میں ماہ صفر کو صفر المظفر کہتے ہیں' جسکے معنٰی ظفریابی' فتح ونصرت والے کے ہے۔

مسلمانوں کو ایسی بدشگونی سے قطعی طور پر پرہیز کرنا چاہئے ، اوراسی طرح تیرہ تیزی کے نام سے انڈے اور تیل وغیرہ سرہانے رکھنا بھی لغو کام ہے، ان امور سے بھی احتیاط ضروری ہے۔ قطع

نظر اس کے رضائے الٰہی کی خاطر فقراء ومساکین پر صدقہ وخیرات کرنا دیگر مہینوں کی طرح اس ماہ میں بھی جائز و مُستحسن ہے۔

محترم سامعین ! معاشرہ میں یہ تصور بھی عام ہے کہ ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کو سیر وسیاحت کا اہتمام کیا جائے ،اس دن تفریح کیلئے روانہ ہوں اور گھانس، سبزہ وغیرہ پر چہل قدمی ہو۔اگر یہ چہل قدمی اس تصور کی ساتھ کی جائے کہ بلا اور وبا سے حفاظت ہوجاتی ہے اور مصائب دفع ہوجاتے ہیں تو اس کا اسلامی کتب سے کوئی ثبوت نہیں ملتا،اگر کوئی اسی پر اصرار کرے تو عرض کیا جائے گا: اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ آخری چہارشنبہ کو بلائیں زیادہ نازل ہوتی ہے، تو ایسی صورت میں سیر وتفریح نہیں بلکہ عبادت وریاضت کی جانی چاہئے ،نیکی وبھلائی کی فکر کرنی چاہئے اور صدقہ وخیرات کرنا چاہئے، کیونکہ اس سے غضب الٰہی دور ہوجاتا ہے اور رضاء الٰہی کے آثار نمودار ہوتے ہیں،جیسا کہ جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ .

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً صدقہ اور نیکی پروردگار کے غضب کی آگ کو ٹھنڈا کرتی ہے اور بری موت کو دفع کرتی ہے۔

(جامع الترمذی ، باب فضل الصدقۃ،حدیث نمبر : 666۔شعب الایمان للبیہقی ، الصدقۃ تطفی غضب الرب،حدیث نمبر : 3202)

صفر کے مہینہ میں یہ دعاء پڑھیں!

حاضرین کرام !جب بھی کوئی شخص مصیبت سے دوچار ہوتو اسے اپنے عمل کا جائزہ لینا چاہئے ، اپنے اعمال میں جہاں کوتاہی واقع ہوئی ہے اسکی اصلاح کرنی چاہئے

جہاں لغزش ہوئی ہے اسے سدھارنا چاہئے، توبہ کرکے اللہ تعالیٰ سے رجوع ہونا چاہئے کیونکہ اپنے برے اعمال ہی تمام ترنحوستوں کا باعث ہوتے ہیں، ابھی آپ سن چکے ہیں کہ نیک وصالح بندہ کو بھی زندگی میں مختلف قسم کے مصائب وآلام سے گزرنا پڑتا ہے اور یہ اللہ تعالی کی طرف سے اس کے لئے امتحان ہوتا ہے، جولوگ مصائب وآلام کا صبر واستقامت کے ذریعہ مقابلہ کرتے ہیں وہ اس امتحان میں کامیاب ہیں جن کے قدم آفات وبلیات کی وجہ سے نہیں لڑکھڑاتے اللہ کی نصرت وحمایت انکے ساتھ ہے۔

زجاجۃ المصابیح میں سنن ابوداؤد شریف کے حوالہ سے حدیث پاک منقول ہے:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَحْسَنُهَا الْفَأْلُ وَلاَ تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ لاَ يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلاَ يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه ___ . اللَّهُمَّ لاَ يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلاَ يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه.

سیدنا عروۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،انہوں نے فرمایا : حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بدشگونی کا ذکر کیا گیا توآپ نے ارشادفرمایا :اچھاشگون،فالِ نیک ہے اور بدشگونی کسی مسلمان کے کام میں رکاوٹ نہیں بنتی، پس جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ دعاء پڑھے___ . ترجمہ: اے اللہ ہر قسم کی بھلائیوں کولانے والا تو ہی ہے اور تمام قسم کی برائیوں کو دفع کرنے والا بھی تو ہی ہے، نہ برائی سے بچنے کی کوئی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی کوئی قوت ہے، مگر اللہ ہی کی مدد سے۔

(زجاجة المصابيح ،ج 3،ص 445، سنن ابی داود،باب فی الطيرة،حديث نمبر:3921)

چہارشنبہ منحوس نہیں بلکہ نور کی پیدائش کا دن

محترم سامعین ! یہ حقیقت ہے کہ ایک دن دوسرے دن پر فضیلت و برتری رکھتا ہے، ایک وقت دوسرے وقت کی بہ نسبت زیادہ برکت ورحمت والا ہوتا ہے، لیکن فی نفسہ کسی وقت یا دن میں نحوست کا تصور غیر اسلامی نظریہ ہے، جہاں تک چہارشنبہ کی بات ہے تو صحیح حدیث پاک میں اس کی فضیلت آئی ہے، صحیح مسلم اور مسند امام احمد وغیرہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تفصیلی روایت مذکور ہے :

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِيَدِى فَقَالَ: خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ...وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مٹی کو پیدا فرمایا ......اور نور کو چہارشنبہ کے دن پیدا فرمایا۔

(صحیح مسلم ، كتاب صفةالمنافقين واحكامهم، باب صفة القيامة والجنة والنارج 2ص 371، حديث نمبر:7231۔مسند امام احمد، مسند أبی هريرة ، حديث نمبر: 8563۔السنن الكبرى للبيهقی،ج 9،ص 3۔السنن الكبرى للنسائی، حديث نمبر: 11010۔المعجم الاوسط للطبرانی، باب الباء ، من اسمه بكر، حديث نمبر:3360)۔

مذکورہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ چہارشنبہ وہ مبارک ومقدس دن ہے جس میں نور کی پیدائش ہوئی لہذا یہ تصور غیر درست ہے کہ اس میں کوئی بڑا اور اہم کام نہیں کرنا چاہئے۔

لہذا اس دن کوئی بھی خوشی والا جائز کام انجام دینا ان شاءاللہ تعالی بابرکت ہی ہوگا۔

امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہے:

ذكر برهان الإسلام فی كتابه (تعليم المتعلم) عن شيخه المرغينانی صاحب الهداية فی فقه الحنفية انه كان يوقف بداية السبق علی يوم الاربعاء وكان يروی فی ذلک بحفظه ويقول قال رسول الله (ما من شیء بدء به يوم الاربعاء إلا وقد تم).

برہان الاسلام کی 'تعلیم المتعلم' کے حوالہ سے ذکر کیا کہ وہ اپنے استاذ گرامی صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بیان کرتے ہیں کہ آپ چہارشنبہ کے دن سبق کے آغاز کا اہتمام کیا کرتے اور اس سلسلہ میں یہ حدیث پاک روایت فرمایا کرتے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: چہارشنبہ کے دن جس چیز کا بھی آغاز کیا جائے وہ پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہے۔

(المقاصد الحسنة ،حرف الميم)

اسی وجہ سے عالم اسلام کی شہرۂ آفاق اسلامی یونیورسٹی ''جامعہ نظامیہ'' حیدرآباد دکن میں درس وتدریس کے آغاز کے لئے چہارشنبہ کے دن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

استغفار، تمام پریشانیوں کاحل

محترم سامعین! اگر ہم مسلمان اپنے دل میں خدا کا خوف بٹھائے رکھیں، اس کے فضل و کرم کے امیدوار بنے رہیں اوراپنے حال زار پرندامت کے آنسو بہائیں تو ضرور ہماری زندگی میں برکت رکھ دی جائیگی اور ہمارے درمیان سے رنج وغم ، دردوالم دور کر دیا جائیگا اورحزن وملال ختم کردیا جائیگا۔

اس سلسلہ میں امام رازی علیہ الرحمہ کی تفسیر کبیر کے حوالہ سے ایک نصیحت آموز واقعہ بیان

کیا جاتا ہے؛ جوہمارے لئے نہایت ہی قیمتی اور نفع بخش ہے:

وعن الحسن : ان رجلا شكا اليه الجدب ، فقال ، استغفر الله ، وشكااليه آخر الفقر ، وآخر قلة النسل،وآخر قلة ريع ارضه ، فامرهم كلهم بالا ستغفار ، فقال له بعض القوم : اتاک رجال يشكون اليک انواعا من الحاجة ، فامرتهم كلهم بالاستغفار ، فتلا له الاية .فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا-.

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوکرقحط سالی سے متعلق فریاد کی تو آپ نے اسے استغفار کرنے کا حکم دیا، کسی دوسرے شخص نے اپنا فقروفاقہ اور تنگدستی کا حال بیان کیا ،اسی طرح کسی اور شخص نے اولاد نہ ہونے پر اپنی پریشانی ظاہر کی اور کسی نے اپنے باغ وبہار میں پھل وپھول اور تازگی سے متعلق آپ کی خدمت میں معروضہ کیااور سبھوں کوامام حسن رضی اللہ عنہ نے استغفار کی تلقین کی ،خدائے تعالی سے معافی طلب کرنے اور بخشش کی دعا مانگنے کاحکم دیا،لوگوں کواس پر تعجب ہوا،عرض کرنے لگے ،آپ کی خدمت میں لوگ الگ الگ معروضے لے کر حاضر ہوئے اور تمام افراد کوآپ نے اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرنے کی تلقین فرمائی ،تو آپ نے جواب ارشاد فرماتے ہوئے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ،ترجمہ: تو میں نے کہا: تم اپنے پروردگار سے بخشش طلب کرو! بیشک وہ خوب مغفرت فرمانے والا ہے ، وہ تم پر موسلادھار بارش کا نزول فرمائیگااور مال ودولت اور اولاد کے ذریعہ تمہاری مدد فرمائیگااور تمہارے لئے باغات بنادیگا اور تمہارے لئے نہریں جاری فرمادیگا۔

(نوح ۔12/11/10)

ذکرالہی سے معمور ہر لمحہ سعادت مند

عزیزان محترم! حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کی پریشانیوں کاحل استغفارالہی قرار دیا

اور امت کو بارگاہ الٰہی کی طرف رجوع ہونے کی تعلیم فرمائی۔آج ہمیں اسی فکر کواپنانے کی ضرورت ہے کہ ہمارے لیل ونہار ذکر الٰہی میں گزرتے رہیں ،ہم شریعت کی پابندی کریں اور قرآن کریم وحدیث شریف پرعمل پیرار ہیں،اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہیں،وقت کی قدر کریں،اپنے لمحات کو غفلت میں نہ گزاریں،کیونکہ نحوست ہماری زندگی میں اسی وقت آسکتی ہے جب ہم اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اورانکی اطاعت وپیروی سے غافل رہیں۔

سورۂ توبہ کی آیت نمبر:37 کے تحت تفسیر روح البیان میں مذکور ہے:

فکل زمان اشتغل فیہ المؤمن بطاعة الله فهو زمان مبارک وکل زمان اشتغل فیہ بمعصیة الله فهو مشؤم علیہ فالشؤم فی الحقیقة هو المعصیة۔	ترجمہ: ہر وہ لمحہ جس میں بندۂ مومن اطاعت الٰہی میں مصروف رہا ہے، وہ اس کے حق میں برکت والا اورسعادت مندی کا باعث ہے اور ہر وہ لمحہ جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مشغول رہا ہے؛ وہ اس کے حق میں بے برکت ہے، دراصل نحوست وبے برکتی گناہ کےارتکاب میں ہے۔

حاضرین کرام !یقیناً جس وقت کوہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزاروہ وقت ہمارے لئے برکت والا ہے،جس لمحہ کوہم نے سنتوں پرعمل کرنے میں بسر کیاوہ لمحہ ہمارے لئے سعادت والا ہے،جس گھڑی کوہم نے اسلامی احکام پرعمل کرتے ہوئے بتایاوہ گھڑی ہمارے لئے باعث رحمت ہے۔

اللہ تعالی ہمارے قلوب میں حسن عقیدہ کو جاگزیں فرمائے،عمل صالح کی دولت نصیب فرمائے،اورتعلیماتِ کتاب وسنت پرثابت قدم رہنے کی توفیق عطافرمائے!

آمین، بجاہ طه ويس صلى الله عليه واله واصحابه اجمعين وآخردعوانا ان الحمد لله رب العلمين.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادران وطن کے ساتھ تعلقات

(یوم جمہوریہ کے موقع پر خصوصی پیغام)

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین،وعلی الہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الاکرمین الافضلین ومن احبھم وتبعھم باحسان الی یوم الدین اجمعین.

امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم:

لَا یَنْهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک اور عدل کا معاملہ کرو؛ جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ بیشک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(سورۃالممتحنۃ 8)

حاضرین کرام! جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا اس آیت میں اللہ تعالی نے واضح طور پر بیان فرمادیا کہ اسلام امن وسلامتی والا دین ہے، اسلام کسی قوم ومذہب کا ہرگز دشمن نہیں، اس کی امن پسندی کا حال یہ ہیکہ وہ غیر مسلمین کے ساتھ بھی حسن سلوک اور عدل وانصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔

حاضرین کرام! آج مختلف جہتوں سے دین اسلام پر حملے کئے جارہے ہیں، کبھی مسلمان کو دہشت گرد کہا جاتا ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ اسلام دہشت گردی سکھاتا ہے۔

اگر ہم قرآن کریم واحادیث شریفہ کا صحیح طور پر مطالعہ کریں تو یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ حقیقی طور پر اسلام ہی امن وسلامتی والا مذہب ہے۔

حاضرین کرام! تاریخ ہند میں جنوری کا مہینہ اور اس کی چھبیسویں تاریخ نہایت اہمیت کی حامل ہے، آج سے تقریبا ساٹھ سال قبل ہمارے ملک میں جمہوریت کا دستور اس مہینہ میں نافذ کیا گیا، اسی وجہ سے !26 جنوری کو ہندوستان میں یوم جمہوریہ منایا جاتا ہے، اسی مناسبت سے احقر آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم واحادیث شریفہ کی روشنی میں یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ ہم مسلمانوں کا غیر مسلم برادران وطن کے ساتھ کیسا تعلق ہونا چاہیئے، تاکہ ہماری نوخیز نسل جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم پارہی ہے اس سے باخبر ہوجائے اور جو لوگ اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے غلط فہمیاں پیدا کررہے ہیں ان کا سنجیدہ جواب دے سکے۔

مسلمان سراپا رحمت ہے

مسلمان سراپا رحمت ہوتے ہیں وہ امن کے لئے خطرہ اور فسادی نہیں ہوتے، بلکہ امن کے علمبردار اور رحم وکرم کے پیکر ہوتے ہیں، ساری انسانیت کے لئے نفع بخش اور راحت رساں

ہوتے ہیں، اسی لئے شریعت اسلامیہ نے مسلمانوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں رہ سکتے ہیں۔

عرب سے عجم تک، مشرق سے مغرب تک مسلمان جہاں بھی گئے امن وسلامتی، عدل و انصاف، صلہ رحمی واحسان کا پیغام لے کر گئے۔ خوف ودہشت کے ماحول کو امن میں تبدیل کردیا،، فتنہ وفساد سے زہر آلود معاشرہ اور سماج کو انہوں نے امن وسلامتی کا مرکز بنادیا۔ ان کے اخلاق کی پاکیزگی، معاملات کی صفائی، رواداری و بھائی چارگی، اتحاد ومحبت، الفت واخوت، رحمت ومودت کی بدولت ظلم وعداوت کے تاریک بادل چھٹ گئے اور عدل وانصاف کے مہکتے پھول کھل گئے۔

حاضرین کرام! یوم جمہوریہ ہند کی مناسبت میں آج میں یہ کہنا چاہونگا کہ اسلام نے غیر مسلم برادران وطن سے معاشرتی تعلقات، کاروباری معاملات، تجارت، خرید وفروخت وغیرہ امور کی اجازت دی ہے اور تمام معاملات وتعلقات میں سچائی وصداقت پر پابندی کی تاکید کی اور جھوٹ، مکر وفریب اور دھوکہ وخیانت سے اجتناب کا حکم فرمایا ہے۔ غرور وتکبر کی جگہ تواضع وانکساری کے معاملہ کا قانون دیا ہے۔ سخت مزاجی اور شدت کے بالمقابل نرمی اور آسانی کو پسند کیا ہے۔ عجلت پسندی اور غصہ پر قابو پانے اور تحمل وبرداشت کا رویہ اختیار کرنے کی ہدایت دی ہے۔ انتقام میں حد سے آگے نہ بڑھنے اور عفو ودرگزر سے کام لینے کا حکم دیا ہے، برائی کا بدلہ اچھائی سے دینے کی ترغیب دی ہے۔ فتنہ وفساد سے گریز کرنے اور ہر حال میں عدل وانصاف پر جمے رہنے کی تعلیم دی ہے، ان احکام میں اسلام نے مسلم وغیر مسلم کا امتیاز روا نہیں رکھا۔

غیر مسلموں کیساتھ اخلاقی ومعاشرتی تعلقات

مسلمانوں کا ربط وتعلق کسی بھی مذہب وملت کے افراد سے ہو، انہیں ہر صورت میں یہ ملحوظ رکھنا ہے کہ ہم تو مسلمان ہیں، ہماری زبان وبیان سے ہرگز کسی کو تکلیف نہ پہنچنے پائے، کیونکہ اسلام

نے غیر مسلموں کے ساتھ معاشرتی اور اخلاقی تعلقات کی تاکید کی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا، کہ تم ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور عدل وانصاف کا برتاؤ کرو؛ جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ بیشک اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(سورةالممتحنة 8)

اس آیت کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلموں سے بھی عدل وانصاف کا معاملہ، اچھا برتاؤ اور حسن سلوک کرنا چاہئے۔

حاضرین کرام! حقیقت تو یہ ہے کہ مسلمان خواہ وہ اسلامی مملکت میں ہو یا جمہوری مملکت میں وہ ہر مقام پر محبت کے پیام کو عام کرنے والا ہوتا ہے، الفت کے پھول بکھیرنے والا ہوتا ہے، وہ گفتار وکردار ہر لحاظ سے امن وسلامتی کا پیکر ہوتا ہے، اسے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے ہی وجود بخشا گیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ.

ترجمہ: تم بہترین امت ہو، جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے لائی گئی ہو۔

(سورۂ آل عمران 110)

مکرم سامعین! ایک مسلمان جس طرح دوسرے مسلمان کے حق میں سلامتی کا پیکر ہوتا ہے اسی طرح وہ غیر مسلم افراد کے حق میں بھی سلامتی کا پیکر ہوتا ہے، تیر وتلوار، نیزہ وہتھیار تو کجا وہ اپنی

زبان سے بھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ ترجمہ: لوگوں سے اچھی بات کہا کرو -!

(سورۃالبقرۃ 83)

اخلاق کیساتھ پیش آنے اور نیک برتاؤ کرنے کیلئے رنگ ونسل مذہب وعقیدہ کی تخصیص نہیں بلکہ یہ حکم سب کے حق میں عام ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ بھی اچھی گفتگو کرنا اور خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے،حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ ۔تمام لوگوں سے عمدہ اخلاق کے ساتھ برتاؤ کرو۔

(جامع ترمذی ج 2ص 19باب ماجاء فی معاشرۃ الناس،حدیث نمبر2115:)

اہل اسلام کی امن پسندی

قریش مکہ کی جانب سے حج وعمرہ کے لئے کسی پر بھی پابندی اور روک نہیں تھی،حتیٰ کہ جانی دشمن کے لئے بھی نہیں لیکن جب مسلمان عمرہ کے ارادہ سے نکلے،راستہ میں روک دیئے گئے،عمرہ کی اجازت نہیں دی گئی،مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اورانہیں غیر معمولی صدمہ پہنچا،فطری طور پرآتش انتقام شعلہ زن ہوسکتی تھی،مسلمان جوابی کارروائی کرسکتے تھے،لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کے حق میں بھی حسن سلوک کاحکم فرمایااورظلم وزیادتی پر روک لگادی،ارشادفرمایا:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا۔

ترجمہ : کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پرآمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کربیٹھو۔اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کومسجدحرام سے روکا تھا۔

(سورۃالمائدۃ2)

غور فرمائیں !وہ مذہب دہشت گردی سکھانے والا کیسے ہوسکتا ہے جوظلم وستم کے پہاڑ ڈھانے والے، جانی دشمنوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید کرتا ہے؟-

حاضرین کرام!عدل وانصاف کے معاملہ میں اسلام میں دوست ودشمن، مسلم وغیر مسلم کا فرق درست نہیں، اسلام، دشمنوں کے ساتھ بھی عدل وانصاف کولازمی قرار دیتا ہے تاکہ اس کی بنیاد پر ایک خوش گوار معاشرہ تشکیل پائے۔ارشادحق تعالی ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَى اَلَّا تَعْدِلُوْا اعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوَى.

ترجمہ : کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر ہرگز نہ اکسائے کہ تم عدل کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دو، عدل کرو،عدل تقویٰ سے بہت قریب ہے۔

(سورۃالمائدۃ8)

اسلام ''چلوتم اُدھر کوہوا ہوجدھر کی'' والی بات نہیں کرتا،اسلام ہر حال میں عدل وانصاف کے ایسے قوانین نافذ کرتا ہے جوہوا کے رُخ کوموڑ دیں۔

غیر مسلموں کے لئے مالی امداد جاری کرنا

غیر اسلامی ملک کے غیر مسلم افراد پر خرچ کرنا اور مصیبت وآفت میں ان کے ساتھ ہمدردی وتعاون کرنا تو مسلمانوں کا وصف خاص ہے،اس وصف خاص سے متصف فرمانے کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل مبارک سے مسلمانوں کو جونمونۂ عمل عنایت فرمایا اس کی ایک مثال یہ حدیث پاک ہے:

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ اِلَى مَكَّةَ

ترجمہ :ایک سال مکہ مکرمہ کے لوگ قحط میں مبتلا ہوگئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حِیـنَ قَـحَطُوْا وَاَمَرَ بِدَفْعِهَا إلَى اَبِیْ سُـفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ لِيُفَرِّقَا عَلَى فُقَرَاءِ اَهْلِ مَكَّةَ۔

ابوسفیان بن حرب اورصفوان بن امیہ کے پاس پانچ سو درہم روانہ کئے تاکہ وہ مکہ مکرمہ کے ضرورت مندوں اورمحتاجوں میں تقسیم کریں۔

(رد المحتار، ج2، کتاب الزکوۃ ،باب مصرف الزکوۃ والعشر،ص92)

حاضرین کرام !اتحادواخوت اورانسانی رواداری کی اس سے عظیم مثال اورکیا ہوسکتی ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان غیر مسلم افراد کی بھی اعانت وفریادرسی فرمائی جنہوں نے اہل اسلام پر مختلف قسم کے مظالم ڈھائے ،مسلمانوں کوطرح طرح کی اذیتیں اور تکالیف پہنچائیں یہاں تک کہ حضور کے جانثاروں نے اپنا گھر ،مال ودولت سب کچھ قربان کرکے وطن عزیز مکہ مکرمہ کو چھوڑکر مدینہ منورہ سکونت اختیار کی۔

اسلامی دیانتداری سے زمین وآسماں کا قیام' یہود کا اقرار

دین اسلام کی حقانیت اوراہل اسلام کے عدل وانصاف اورامانت داری کے اغیار بھی قائل ہیں،حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح ہونے کے بعد یہود کواپنی زمین بٹائی پردی، اس طرح کہ وہ زراعت کریں گے اور پیداوار کا آدھا حصہ وہ لیں گے اورآدھا حصہ آپ کوادا کریں گے۔جب بٹائی کا وقت آتا توحضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیداوار کا اندازہ کرنے کے لئے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کوروانہ فرماتے۔

عَنْ عُـرْوَـةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَـالَـتْ كَـانَ النَّبِیُّ صلی الله عليه وسلم يَبْعَثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ النَّخْلَ.

(سنن ابوداود کتاب البیوع،باب فی الخرص ،حدیث نمبر3415)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پیداوار کو دو حصوں میں تقسیم کر کے فرماتے : جس حصہ کو چاہو لے لو ! یہود اس عدل وانصاف کو دیکھ کر یہ کہتے ایسے ہی عدل وانصاف سے آسمان اور زمین قائم ہیں،،۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ان سے فرماتے : اے گروہ یہود ! تمام مخلوق میں تم میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہو کیونکہ تم نے اللہ کے نبیوں کو شہید کیا اور تم نے اللہ پر جھوٹ باندھا لیکن تمہاری دشمنی مجھ کو اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتی کہ میں تم پر کسی قسم کا ظلم کروں۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :أَفَاءَ اللهُ خَيْبَرَ ...فَبَعَثَ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَخَرَصَهَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ أَنْتُمْ أَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَيَّ قَتَلْتُمْ أَنْبِيَاءَ اللهِ وَكَذَبْتُمْ عَلَى اللهِ وَلَيْسَ يَحْمِلُنِيْ بُغْضِيْ إِيَّاكُمْ أَنْ أَحِيْفَ عَلَيْكُمْ

(شرح معانی الاثار ج 1ص316،کتاب الزکوۃ،باب الخرص،حدیث نمبر:2856)

اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ کتنے پاکیزہ طریقہ پر معاملات کرتے آئے ہیں کہ ظلم وزیادتی اور حق تلفی ودھوکہ دہی کا کوئی شائبہ تک نہیں۔

حاضرین کرام ! ابورافع کو قریش نے قاصد بنا کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا وہ کہتے ہیں، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی سعادت حاصل کی تو میرے دل میں اسلام ڈال دیا گیا، میں عرض گزار ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کبھی بھی ان کی طرف نہیں لوٹونگا، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : میں وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ قاصد کو روکے رکھوں گا، تم واپس چلے جاؤ، اب جو چیز تمہارے دل میں ہے اگر یہ برقرار ہے تو تم اب لوٹ جاؤ۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ أَخْبَرَهُ قَالَ بَعَثَتْنِي قُرَيْشٌ إِلَى

رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أُلْقِيَ فِي قَلْبِيَ الإِسْلاَمُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي وَاللَّهِ لاَ أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنِّي لاَ أَخِيسُ بِالْعَهْدِ وَلاَ أَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلَكِنِ ارْجِعْ فَإِنْ كَانَ فِي نَفْسِكَ الَّذِي فِي نَفْسِكَ الآنَ فَارْجِعْ

.(سنن ابو داؤد،کتاب الجهاد ،باب فی الامام یستجن به فی العهود، حدیث نمبر:2760)

غیر مسلم قیدیوں سے اعلیٰ درجہ کا حسن سلوک

مسلمانوں نے قیدی افراد کے ساتھ بھی غیر معمولی ،اعلیٰ درجہ کے حسن سلوک کی ایک سنہری تاریخ مرتب کی ہے، حالانکہ قیدی افراد جنگی مجرم سمجھے جاتے ہیں،ان کے ساتھ نہایت وحشت ناک، بہیمانہ سلوک کیا جاتا ہے لیکن اسلام نے ان کے ساتھ اخلاقی برتاؤ کا انتہائی اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔

جنگ بدر کے قیدی جنہوں نے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں مختلف صحابہ کرام پر تقسیم فرما دیا اوران کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم فرمایا چنانچہ ابوعزیز بن عمیر جو مشرکین کے علم بردار تھے کہتے ہیں : مجھے ایک انصاری صحابی کے حوالہ کیا گیا،ان کا حال یہ تھا صبح وشام مجھ کو روٹی کھلاتے اور خود کھجور پر اکتفاء کرتے اگر ان کے اہل خانہ سے کسی کو روٹی کا ایک ٹکڑا بھی ملتا تو وہ مجھ کو دے دیتے اور خود اس کو ہاتھ بھی نہ لگاتے اس قدر حسن سلوک پر مجھے حیا آتی تھی۔

قال ابوعزيز. . . فكانوااذاقدمواغذائهم وعشائهم خصونى بالخبز واكلوا التمر لوصية رسول الله صلى الله عليه وسلم اياهم بنا،ماتقع فى يدرجل منهم كسرة خبز الا نفحنى بها۔

(سبل الہدی والرشاد، ج4،ص66، جماع ابواب المغازی،الباب السابع فی بیان غزوۃ بدر الکبری)

مسلمان غیر اسلامی ملک کے لئے مفاد کا ضامن !

کسی بھی غیر اسلامی ملک میں مسلمان کا وجود اس ملک کے مفاد میں ہوتا ہے، وہاں کے باشندگان کو مسلمانوں سے کوئی ضرر ونقصان بالکل نہیں پہنچتا،مسلمان غیر مسلم ملک میں بھی فساد وبگاڑ کی کوئی صورت ہونے نہیں دیتے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم فرمایا ہے کہ مسلمان کا وجود ہی انسانیت کی صلاح وفلاح کے لئے ہے: أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (ترجمہ: تم لوگوں کے فائدہ کے لئے لائے گئے ہو)اس میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں بلکہ آیت کریمہ کے کلمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت کے حوالہ سے مسلمانوں سے غیر مسلم افراد کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کو تلوار سے نہیں پھیلایا بلکہ صرف اور صرف اخلاق وکردار سے پھیلایا ہے اور جب کبھی تلوار چلائی گئی وہ صرف اور صرف اسلام کے دفاع ،فساد کو مٹانے ،امن قائم کرنے اور عہد کو پورا کرنے اور بربریت وجارحیت کا خاتمہ کرنے کیلئے ہی چلائی گئی۔

حاضرین کرام! اسلامی مملکت ہو یا جمہوری ملک'اس میں کسی غیر مسلم کا خون بہانا،اور انہیں ناحق قتل کرنا تو کجا اسلام نے ان پر معمولی درجہ کے ظلم سے بھی روکا ہے، نبی رحمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کئے ہوئے غیر مسلم کے ساتھ ظلم وزیادتی کا برتاؤ کرنے پر کس قدر شدید وعید بیان فرمائی ہے اس کا اندازہ سنن ابو داؤد کی اس مبارک حدیث شریف سے ہوتا ہے

www.ziaislamic.com

،ارشادفرمایا :

اَلا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهُ اَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

سنو !جس نے کسی اہل معاہدہ پرظلم کیایااس کے حق میں کمی کی یااس کی طاقت سے زیادہ کام لے کراس پر بوجھ ڈالا یا اس کے رضاورغبت کے بغیراس کی کوئی چیز لے لی تو بروز قیامت میں اس کی طرف سے مقدمہ لڑوں گا۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الخراج ،باب فی تعشیر اهل الذمة إذا اختلفوا بالتجارات، حديث نمبر3054)

مسندامام احمد میں حدیث پاک ہے:وَالْمُؤْمِنُ مَنْ آمَنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ . ترجمہ:حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:اورمومن وہ ہےجس سے تمام لوگوں کےخون اور مال محفوظ ہوں۔(مسند امام احمد،مسند أبی ہریرۃ،حدیث نمبر9166)

مذکورہ آیات شریفہ واحادیث کریمہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اسلام نے غیرمسلموں کے بھی جان و مال کوتحفظ دیا ہےاورانہیں باوقار زندگی مرحمت کی ہےاور کامل مومن کی علامت وشناخت بھی یہی رکھی کہ اس سے دوسرے لوگ خواہ مسلم ہوں کہ غیرمسلم مامون ومحفوظ رہیں۔

یوم جمہوریہ کے موقع پر ہم یہی پیام دینا چاہتے ہیں:

اخوت کا بیاں ہوجا محبت کی زباں ہوجا | ہوس نے کردیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی | یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی

اللہ تعالیٰ ہمیں امن وسلامتی اور عافیت عطافرمائے، ملک ووطن کے بشمول ساری دنیا کے لئے پیغام امن کاسفیر بنائے!آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس واخردعوانا ان الحمد لله رب العلمین وصلی الله تعالی وسلم علی خیر خلقه سیدنا محمد وعلی اله وصحبه اجمعین .

www.ziaislamic.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اولاد کی تربیت کے اسلامی اصول

الحمدلله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی اٰله الطیبین الطاھرین واصحابه الاکرمین الافضلین ومن احبھم وتبعھم باحسان الی یوم الدین اجمعین امابعد

فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. :يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا.

سامعین کرام !ایک مہذب انسان کی فطرت ہے کہ وہ شخصی طور پر اپنی زندگی کو ترقی دینے کی فکر کرتا ہے، نیکی کرنے کے لئے خود کوشش کرتا ہے، برائی سے بچنے کی سعی کرتا ہے اور ہمیشہ اپنے آپ کو راہ راست پر رکھنے کی جستجو کرتا ہے؛ ایک بندۂ مومن کے لئے اتنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اُسے اپنے اہل وعیال اور اولاد کو راہ راست پر لانے کی فکر بھی کرنی چاہئے ،انہیں خیر و بھلائی کی ترغیب دینے اور برائی سے باز رکھنے کے لئے جدوجہد کرنا چاہئے ،اس کے لئے باضابطہ تربیت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور باقاعدہ نگہداشت درکار ہے اسی وجہ سے دین اسلام نے تربیت کے نظام کو

بڑی اہمیت دی ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيـنَ آمَـنُـوْا قُـوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا. ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آگ سے بچاؤ!۔

(سورۃ التحریم۔6)

اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچائیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی، آیت شریفہ میں مذکور لفظ "أَهْلِيْكُمْ" میں اہل وعیال، بیوی بچے دونوں داخل ہیں اور ان میں بچے مقدّم ہیں۔ چونکہ انسان کا سب سے پہلا مرحلہ بچپن ہے اور اس کی مثال نرم و نازک کونپل ڈالیوں کی طرح ہے، اس کی جس طرح داخت پرداخت کی جائے اور جس طرف رخ دیا جائے درخت ویسا ہی نشو نما پاتا اور بڑا ہوتا جاتا ہے، اس لیے بچوں کی تربیت پر اسلام نے بہت زیادہ زور دیا ہے اور اس کے لیے مستقل اصول وقواعد مقرر کئے ہیں۔

اسلامی نظام تربیت کی خصوصیت

محترم سامعین! اسلام کے پیش کردہ اصول کے مطابق اگر بچہ کی تربیت کی جائے تو وہ ضرور زندگی کے ہر مرحلہ میں خیر و بھلائی اور ترقی کی راہ پر گامزن رہتا ہے اور اس کے بگڑنے کا ایک فیصد بھی امکان نہیں رہتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کے اصول تربیت کسی انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہیں' بلکہ جس ذات نے نسل انسانی کو وجود بخشا اسی نے ان کی تربیت کے اصول نازل کئے ہیں' اسی وجہ سے یہ اصول تربیت فطرت کے عین مطابق ہیں، اسلام چونکہ مکمل نظام حیات ہے جو ہر طرح سے انسانیت کی صلاح وفلاح کا ضامن ہے، وہ اپنے اندر ایک کامل نظام تربیت رکھتا ہے، اس کا نظام تربیت جہاں اہل اسلام کے لیے دنیوی واخروی فوائد کا حامل ہے وہیں تمام طبقات انسانی کے

لیے دنیوی اعتبار سے نفع بخش وراحت رساں ہے۔تاریخ شاہد ہے کہ افراد انسانیت نے جب بھی اس نظام تربیت کواختیار کیا دنیاامن وسلامتی کا گہوارہ رہی۔

اس دنیا کے قانون داں،مفکرین واہل دانش اپنے اپنے تجربہ کی بنیاد پرتربیت کے اصول و قواعد مرتب کرتے ہیں،حالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ وہ اصول ناقابل عمل ہوجاتے ہیں،لیکن اسلامی نظام تربیت کی خصوصیت یہ ہے کہ ہرزمانہ میں حالات واشخاص کی تبدیلیوں کے باوجودتمام افرادانسانیت کے لئے ہدایت کاموجب،راحت اوررحمت کاباعث رہتاہے۔

ہربچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے

حاضرین کرام! دنیا میں آنے والے تمام بچے ایک ہی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں،جیسا کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِى فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اَلْآيَة (فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِى فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ.)

ترجمہ:ہربچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے،پھراس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں،جس طرح جانورصحیح وسالم بچہ جنم دیتاہے،کیا تم اس میں کان کٹاہوادیکھتے ہو؟ پھرحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ آیت کریمہ تلاوت فرمانے لگے:یہ اللہ تعالی کی تخلیق ہے،جس پراس نے لوگوں کو پیدا فرمایا،اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں،یہ سیدھا دین ہے۔

(سورۃ الروم۔30)(صحیح البخاری ، کتاب الجنائز،باب اذا اسلم الصبی

فمات هل يصلى عليه ،حديث نمبر ،1292)

بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو تمام عمدہ صلاحیتیں پاکیزہ ذہن اور اچھی فکر اور صاف وشفاف قلب ونظر لے کر آتا ہے، ظاہر وباطن کی ساری خوبیاں اس میں موجود رہتی ہیں، لیکن ماحول ہے کہ اس پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے، اگر اس کی ان پنہاں صلاحیتوں اور چھپی ہوئی خوبیوں کو اجاگر نہ کیا جائے تو وہ ایک بغیر تراشے ہوئے ہیرے کی طرح اپنی قدر و قیمت کھودیتا ہے اور ہیرا ہونے کے باوجود ایک پتھر کی مانند ہوجاتا ہے۔

؎ خِشْتِ اَوَّلْ چُوں نِہدْ مِعْمَارْ کَجْ　　　تَاثُرَیَّا مِیْ رَوَدْ دِیْوَارْ کَجْ

ترجمہ: جب تعمیر کرنے والا پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھے تو دیوار ثریا کی بلندیوں تک ٹیڑھی ہی جائے گی۔

تربیت ایک اہم ذمہ داری

عزیزان محترم! اسی لیے اسلام نے اولاد کی تربیت کو نہ صرف اہمیت دی ہے' بلکہ اسے اولاد کے لئے ایسا حق قرار دیا ہے کہ اگر والدین اس کا اہتمام نہ کریں تو ان کا مؤاخذہ ہوگا، اور اس میں غفلت کرنے پر گرفت ہوگی اور اگر تربیت نہ کرنے کی وجہ سے خدانخواستہ اولاد بگڑ جائے اور قوم و ملت کو ان سے نقصان پہنچے تو اس کا گناہ اور وبال ان سر پرستوں پر بھی ہوگا جنہوں نے تربیت میں غفلت برتی تھی۔

متعدد احادیث شریفہ سے تربیت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک مروی ہے:

أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ	تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں ہر ایک سے
مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ	اپنے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا، حاکم ذمہ دار و
رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ	نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا
وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ	جائے گا اور آدمی اپنے گھر کا ذمہ دار ونگہبان ہے اور اس
مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ .	سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(صحيح البخاری ، جلد ۱، كتاب الجمعة، باب في القرى والمدن ص 122، حديث نمبر853)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن آدمی سے اس کے ماتحت رہنے والے افراد کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور اولاد کے بارے میں دریافت کیا جائے گا، اگر والدین نے اپنے بچوں کی بہتر تربیت کی تو اُنہیں اس عمل کا بہتر بدلہ ملے گا اور اگر بچوں کی تربیت میں والدین سے غفلت وکوتاہی سرزد ہوئی تو پھر اس کا برا انجام ہوگا اور کوتاہی کرنے کی صورت میں انہیں سزا ملے گی۔

افراد خاندان کے بارے میں آدمی کی باز پرس ہوگی اس سے متعلق صحیح ابن حبان میں حدیث شریف ہے:

ان الله سائل كل راع	بے شک اللہ تعالیٰ ہر ذمہ دار ونگہبان سے ان تمام چیزوں کے
عما استرعاه أحفظ ام	بارے میں پوچھے گا جس کا اسے ذمہ دار بنایا ہے کہ اس کی
ضيع حتى يسئل الرجل	حفاظت کی ہے یا اس کو ضائع کردیا ہے، یہاں تک کہ آدمی
عن اهل بيته''	سے اس کے اہل خانہ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(صحيح ابن حبان ، كتاب السير باب الخلافة والامارة ج10، ص 345، حديث 4570)

حسن ادب کی تعلیم ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر

اولاد کو ادب سکھانے ان کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دینے اور اسلامی تہذیب سے واقف

www.ziaislamic.com

کروانے سے متعلق جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ .

ترجمہ: سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنی اولاد کو تربیت دینا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

(جامع ترمذی شریف ج 2 ص 16،ابواب البر والصلة ،باب ماجاء فی ادب الولد، حدیث نمبر:2078)

لوگ نیکی کرنے کی غرض سے مختلف کارہائے خیر میں مال خرچ کرتے ہیں، صدقات وخیرات میں بہت زیادہ حصہ لیتے ہیں، کارِخیر میں ایک صاع مال خرچ کرنا نیکی و بھلائی ہے، لیکن ایک والد کے لئے اس سے بہتر نیکی اور اس سے بڑی بھلائی یہ ہے کہ وہ اپنے بچہ کو حسن ادب سکھائے، اُسے اچھے اخلاق کی تعلیم دے اور ایک لمحہ کے لئے بچہ کو ادب کی طرف توجہ دلائے۔

حاضرین کرام !اولاد کی تربیت کرنے اور انہیں حسن ادب سکھانے کے ضمن میں یہ بھی حدیث پاک ہے:

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ

ترجمہ: سیدنا ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی والد اپنی اولاد کو حسن ادب سے زیادہ بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔

(جامع ترمذی شریف ج 2ص 16،ابواب البر والصلة ،باب ماجاء فی ادب الولد، حدیث نمبر:2079)

اولاد کے حق میں حسن ادب بہترین تحفہ

ہر باپ اپنے بچہ کو بہتر سے بہتر تحفہ دینا چاہتا ہے، اسے عمدہ ترین چیزیں دے کر خوش کرنے کی خواہش رکھتا ہے' اس کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق قیمتی ونایاب اشیا، عمدہ کھلونے' کمپیوٹر' گاڑی وغیرہ اولاد کو دیتا ہے، یہ ایسی چیزیں ہیں جو اولاد کے لئے زندگی کے کسی ایک حصہ میں کارآمد ہوتی ہے' ایک عرصہ کے بعد والد کا دیا ہوا وہ تحفہ بچہ کے لئے فائدہ مند باقی نہیں رہتا' لیکن ایک تحفہ ایسا بھی ہے کہ اس سے بہتر ایک والد کی جانب سے اپنے بچہ کے لئے کوئی اور تحفہ نہیں۔

حاضرین کرام! وہ بہترین تحفہ حسن ادب کی تعلیم ہے' اچھی نگہداشت ہے اور باقاعدہ تربیت ہے، یہ وہ عظیم تحفہ ہے کہ بچہ اس تحفہ کو زندگی بھر توشہ کے بطور استعمال کرے گا۔

حسنِ ادب والدین کی تربیت کی بنیاد پر بچہ کی عادات' اطوار میں جھلکتا رہے گا، اخلاق وکردار سے نمایاں وآشکار رہے گا، والد نے ایک مرتبہ بچہ کو ایک عمدہ عادت کی تعلیم دی اور اُسے ذہن نشین کروادی، اب بچہ جب کبھی اُس عمل کو انجام دیگا؛ جو عمدہ عادت والدین نے بچہ کے ذہن نشین کروائی وہی عادت اس کی روٹنگ میں آجائے گی اور جو بہترین طریقہ ماں باپ نے اپنے بچہ کو سکھایا وہ اس کی زندگی کے لئے لائحہ عمل بن جائے گا۔

محترم حاضرین! اس سے بہترین تحفہ کیا ہو جو زندگی بھر کام آئے ! اس سے اچھا گفٹ (Gift) کچھ نہیں ہوسکتا جو مدت العمر کارآمد رہے، دوسرے تحفے دنیا کی زندگی میں محدود وقت تک مفید ہوتے ہیں، لیکن حسن تربیت وہ بیش قیمت اور نفع بخش تحفہ ہے جو دنیوی زندگی کے مختلف مراحل میں ضرور مفید وکارآمد ہوتا ہے اور اس کے ثمرات آخرت میں بھی ظاہر ہوتے ہیں والدین کو تربیت دینے کا بہتر بدلہ ملتا ہے اور بچہ کو عمل کرنے پر اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ارشادات کے ذریعہ اولاد کوادب سکھانے کی تاکید فرمائی چنانچہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کاارشادمبارک ہے:

أَكْـرِمُـوُا أَوُلادَكُـمُ وَأَحْسِـنُوُا أَدَبَهُمُ'' ترجمہ:تم اپنی اولادکو قابل تعریف بناؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

(سنن ابن ماجه ،ص 261، ابواب الأدب ،باب برالوالدوالاحسان الى البنات حديث نمبر3802)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

عَلِّمُوُا اَوُلادَكُمُ وَ اَهْلِيُكُمُ الْخَيْرَ وَاَدِّبُوُهُمُ ترجمہ:اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھلائی کی تعلیم دواور ان کی تربیت کرو!۔

(جامع الاحاديث للسيوطى ، مسند على بن ابى طالب ،حديث نمبر:33822)۔

حاضرین کرام !آپ نے چند ایسی باتیں سماعت کی ہیں جس سے اسلام میں تربیت کی اہمیت واضح ہوگئی،اب میں تربیت کی چندصورتیں ذکرکرتاہوں کہ کن امور پرتربیت کرنی چاہئے۔

ایمان اورعقیدہ کی تربیت

سب سے پہلامرحلہ عقیدہ کی تربیت کاہے کیونکہ عقیدہ ایک بیج کی مانند ہے، بیج جس طرح قوی اور پختہ رہے گا؛ درخت بھی اسی طرح مضبوط بنے گااوراس کے برگ و بار بھی طاقتور رہیں گے۔ اسلام نے عقیدہ کی بنیادتوحیدورسالت اورآخرت پررکھی ہے، غیرمسلم اقوام کے پاس ان کے اپنے عقائد ہیں اور وہ اپنے طور پراُسے درجہ دیتے ہیں' لیکن بحیثیت مسلمان عقیدہ کی تربیت

ہمارے لئے نہایت اہم سے اہم تر ہے،اس کے بغیر عمل بالکل بے قیمت و بے وزن ہوتا ہے۔

چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا''

اِفْتَحُوْا عَلٰی صِبْیَانِکُمْ اَوَّلَ کَلِمَةٍ بِلَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ'' ترجمہ:اپنے بچوں کوسب سے پہلاکلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ سکھاؤ!

(شعب الایمان للبیهقی ،الستون من شعب الإیمان وهو باب فی حقوق الاولاد والاهلین،حدیث نمبر:8379)۔

اسی لئے بچہ دنیا میں آتے ہی سب سے پہلے اس کے کانوں میں اذان دی جاتی ہے،جس کے ذریعہ اسی عقیدۂ توحید ورسالت کومضبوط کیا جاتا ہے۔کیونکہ عقیدۂ توحید کے ساتھ اہم ترین بات عقیدۂ رسالت کی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہیں، خاتم النبیین ہیں ،آپ کی عظیم شخصیت ساری کائنات کے لیے باعث تخلیق اور ساری خوبیوں کی جامع ہے،آپ سے محبت انسان کے لیے اس کی جان سے بھی بڑھ کر اہمیت رکھتی ہے،حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت ہونی چاہئے کہ مسلمان اپنے محبوب آقا پر وارفتہ اور گرویدہ ہوجائے،اپنی خودی سے گم ہوکر اپنا سب کچھ محبوب پر قربان کرنے کے لئے تیار ہوجائے۔

محترم حاضرین!عقیدہ کی تربیت میں یہ بات شامل ہے کہ بچوں کوحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی آل پاک سے محبت کا جام پلایا جائے،اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت سکھائی جائے۔تربیت کے ان بنیادی اصول کوحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکید کے ساتھ بتایا ہے۔

جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے''

أَدِّبُوا أولَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ	ترجمہ:تم اپنے بچوں کی تین خصلتوں پر تربیت کرو!اپنے
خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ	نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت،حضور صلی اللہ علیہ وسلم
أَهْلِ بَيْتِهِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ''	کے آل پاک کی محبت اور قرآن کریم کی تلاوت۔

(جامع الاحادیث للسیوطی،حرف الھمزۃ،حدیث نمبر:961)۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں حکم فرماتے ہوئے اپنی محبت کو پہلے نمبر پر بیان فرمایا'اپنے اہل بیت کی محبت کو دوسرے نمبر پر بیان فرمایااور تلاوت قرآن کریم کی تعلیم کو تیسرے درجہ میں بیان فرمایا،ان تین خصلتوں میں پہلی دوخصلتوں کا تعلق عقیدہ سے ہےاور تیسری ایک خصلت کا تعلق عمل سے ہے،اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کی تربیت میں عقیدہ کی تربیت کو مقدم رکھنا چاہئے'سب سے پہلے عقیدہ کی تربیت کرنی چاہئے اور دوسرے درجہ میں اعمال واخلاق کی تربیت کی جانی چاہئے۔

اعمال کی تربیت

حاضرین کرام! اعمال کی تربیت کے ضمن میں تلاوت قرآن کا نہایت اہم درجہ ہے۔قرآن کریم کی تلاوت سے تعلیم کا آغاز کیا جائے ،اس سے حافظہ مضبوط ہوتا ہے،علم کی رغبت بڑھتی ہے اوراس کی برکت سے زندگی آسودہ رہتی ہے۔

بچوں کو نماز کی تاکیداور دیگر عبادات کی تربیت کا بھی اہتمام کیا جائے،جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا'' ترجمہ:اوراپنے گھر والوں کونماز کا حکم دیجئے اوراس پر ثابت قدم رہئے۔

(سورۃ طه ۔132)

بچے جب سات سال کے ہوجائیں تو اُنہیں نماز کا حکم دیا جائے اور دس سال کی عمر میں

www.ziaislamic.com

نماز چھوڑنے پر ان کی تربیت سختی کیساتھ کی جائے جس کی تاکید سنن ابوداود شریف کی حدیث پاک میں ہے:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ ۔

ترجمہ: تم اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو! جبکہ ان کی عمر سات سال ہو اور اس میں کوتاہی پر انہیں سزا دو! جبکہ ان کی عمر دس سال ہو اور ان کے بستروں کو علحدہ کردو!۔

(سنن ابی داود، کتاب الصلوۃ ص71، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، حدیث نمبر :495)

محترم سامعین! سات سال کی عمر ہونے پر گوکہ بچے مکلّف نہیں ہوتے' لیکن تربیت کے طور پر انہیں نماز و دیگر عبادات کا حکم دینا چاہئے' تاکہ انہیں عبادت کرنے کی عادت ہو کمسنی سے رب کے حضور کھڑے رہنے، سربسجود ہونے، اپنے مولی کی بندگی کا ثبوت دینے کا سلیقہ حاصل ہو اور اگر وہ دس سال کی عمر میں عبادتوں سے غفلت برتے اور پابندی کیساتھ نمازیں نہ پڑھیں تو ان پر سختی کرنی چاہئے اور تادیب کے طور پر مارنا چاہئے۔

اخلاق کی تربیت

عزیزان محترم! مذکورہ حدیث شریف میں بچوں کے بستر الگ کرنے کا بھی حکم دیا گیا، اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو تمام قسم کی برائیوں سے بچانے کا اہتمام کیا جائے! تاکہ بچہ عفت و پارسائی کی خصلت کے ساتھ پروان چڑھے اور شرافت و پاکیزگی کیساتھ زندگی گزارتے رہے۔

اس بات میں دورائے نہیں کہ تربیت اخلاق کی ضرورت اور اہمیت بلالحاظ مذہب وملت ہر شخص جانتا ہے، چونکہ اخلاق کے نہ ہونے سے معاشرہ میں فتنہ وفساد' جھگڑا اور لڑائی تک نوبت پہنچتی

ہے، خاندان میں پھوٹ پڑ جاتی ہے اور خود بچوں کی ذات میں بے حیائی پلتی ہے، جس کا سدباب صالح کردار اور صحیح افکار کے بغیر ناممکن ہے۔

حاضرین کرام! اس بات کی بھی انتہائی ضرورت ہے کہ بہترین اخلاق کی تربیت کے ساتھ بچوں کو مذموم اخلاق اور بری عادات سے دور رکھا جائے، انہیں جنسی بے راہ روی، بدنگاہی، فلم بینی سے کلیۃً بچایا جائے، اگر بچے بدنگاہی بالخصوص فلم بینی میں مبتلا ہوجائیں تو اس کا دینی نقصان تو یقیناً ہوگا اور انکا باطن داغدار ہوجائیگا، لیکن اسکے ساتھ یہ بچے دنیا کی نظروں میں بے وقعت ہوجائیں گے اور ظاہری طور پر قسم قسم کی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہوجائیں گے، جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا۔	ترجمہ: جب کسی قوم میں فحاشی کا رواج بڑھتا ہے، یہاں تک کہ وہ علانیہ بے حیائی کرنے لگتی ہے تو ان لوگوں کے درمیان طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے اسلاف کے زمانہ میں موجود نہیں تھیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن ص290 باب العقوبات، حدیث نمبر:4155)

والدین کی اہم ذمہ داری ہے کہ اخلاق کی اصلاح کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے نونہالوں کو ایسی چیزیں نہ دیں جس سے وہ بے حیائی سے آشنا ہوجائے، ٹی وی کے عریاں ونیم عریاں مناظر سے ان کی آنکھوں کی حفاظت کریں، اگر مذہبی وتعلیمی پروگرام کی خاطر ٹی وی دیکھیں تو اس سے ہونے والے شر اور نقصان کو دور کرنے کی تدبیر کریں، اس میں دکھائی دینے والے مناظر کا باقاعدہ سدباب کریں، بے حیائی والے چینلس کی منصوبہ بند روک تھام کریں۔ اسی طرح انٹرنٹ

کے تباہ کن استعمال سے بچوں کو محفوظ رکھیں، گھر میں بلاضرورت انٹرنٹ کنکشن اخلاق کے لئے انتہائی مضر اور نقصان دہ ہے، اگر انٹرنٹ کے استعمال کی ضرورت ہو تو پاسورڈ وغیرہ سے اس طرح محفوظ رکھیں کہ بچہ آپ کی مرضی کے بغیر انٹرنٹ استعمال نہ کرسکیں، جب اسلامی اصول کے مطابق کڑی نگہداشت کی جائے تو بچے باشعور ہونے تک ایسے بااخلاق ہونگیں کہ تنہائی میں بھی کسی بے حیائی والے منظر کو دیکھنے سے گریز کریں گے۔ اگر کسی طرح بے حیائی ان کی نگاہوں کے سامنے ہو جائے تو نگاہ جھک جائے گی، دل ناپسند کرے گا اور تمام اعضاء پر نفرت کے مارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

تربیت کے لئے عملی نمونہ

منجملہ اصول تربیت کے یہ ہے کہ تربیت کرنے والا بذات خود اپنی پاکیزہ سیرت کا نمونہ اور اعلی کردار کا عملی مظاہرہ پیش کرے۔

چھوٹے بچوں میں ہو بہو نقل کرنے کی صفت غالب رہتی ہے، بچے جب کسی عمل کو دیکھتے ہیں تو نقل کرنے لگتے ہیں، چنانچہ جب بچوں کو نماز کے لیے وعظ ونصیحت کریں تو یہ طریقہ اتنا دل پذیر نہیں ہوتا؛ جتنا کہ عملی نمونہ بن کر خود نماز کا اہتمام کریں تو اثر انداز ہوتا ہے۔ ہم بچوں کو جو اچھا کام سکھانا چاہتے ہیں خود اُسے کرنے لگ جائیں تو بچے دیکھ کر وہی کام کرتے ہیں۔

تربیت کے دیگر اہم اصول

محترم سامعین! بچوں کے چوبیس گھنٹوں کی زندگی پر نظر رکھنی چاہئے کہ کیونکہ بچے ہر وقت ماں باپ اور بزرگوں کے ساتھ نہیں رہتے، بلکہ دوست واحباب کے ساتھ بھی رہتے ہیں۔ گلی کوچوں اور بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں، اس وقت بچوں کو کوئی غلط عادت پڑ جائے، وہ کسی برے شخص

www.ziaislamic.com

کی صحبت اختیار کرلیں تو ان کا کردار متاثر ہوتا ہے، لہذا اُن پر ہر وقت نظر رکھنی چاہیے کہ وہ کیا کررہے ہیں، کہاں جاتے ہیں، کس سے ملتے ہیں اوراس کے دوستوں کے اخلاق کیسے ہیں؟۔

تربیت کرنے والے کے لیے بچوں کی نفسیات کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے، اگر بچے کی نفسیات پیش نظر نہ رہیں تو ہزار کوشش بھی لا حاصل ہے۔

منجملہ اصول تربیت کے تدریج بھی ایک اہم ضابطہ ہے ،یعنی کسی بچہ کے اخلاق میں کوئی برائی ہواور آپ اسے اسی وقت مکمل طور پر ختم کرنا چاہیں تو بچہ برگشتہ ہوسکتا ہے، کسی چیز کو آپ سختی سے ایک دم موڑ نا چاہیں گے تو ٹوٹ جائے گی ،ایسے وقت تدریج سے کام لینا چاہئے ،جس کے ذریعہ آہستہ آہستہ اس خرابی سے نفرت دلائیں اور بچہ کی صلاحیت کو مرحلہ بمرحلہ کمال تک پہنچائیں۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف ج1 ص12 میں ہے:

الرَّبَّانِيُّ الَّذِی یُرَبِّی النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ کِبَارِہٖ'' — ربانی وہ ہے جو علم کی بڑی بڑی باتوں سے پہلے چھوٹی چھوٹی باتوں کی تربیت کرتا ہے۔

اصول تربیت میں یہ بات بھی ملحوظ رکھنی چاہئے کہ بچوں پر ڈانٹ ڈپٹ اور غصہ کم کرنا چاہئے ہے۔ڈانٹ ڈپٹ انتہائی سنگین صورتحال میں ہونی چاہیے۔ورنہ عمومی حالات میں اس سے گریز کرنا اورسنجیدگی کے ساتھ تربیت بہتر ہے۔موقع بہ موقع غصہ کرتے رہنے سے بچے کے اندر جذبۂ بغاوت نمو پاتا ہےاور وہ آوارہ ہوجاتا ہے۔

محترم حاضرین! یہ اصول تربیت ہمیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک سے ملتے ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت اقدس میں دس سال رہے،اور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ''اُف'' تک نہیں فرمایا۔جیسا کہ ترمذی شریف میں روایت ہے''

عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَهُ وَلاَ لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ لِمَ تَرَكْتَهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی اور حضور نے مجھے کبھی اُف تک نہیں فرمایا اور میرے کئے پر یہ کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور میں نے کوئی کام نہ کیا تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے اسے کیوں نہیں کیا اور حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے بہترین اخلاق والے ہیں۔

(جامع الترمذی شریف ص 21 ابواب البر والصلة ،باب ماجاء فی خلق النبی صلی الله علیه وسلم ،حدیث نمبر: 2147)

تربیت کا نقطۂ کمال صالحین کی صحبت و ہمنشینی

حاضرین کرام!

اگر بچپن میں بچوں کی تربیت نہ ہو اور عمر بڑی ہو جائے تو ظاہر ہے کہ انہیں اسی حالت پر تو نہیں چھوڑا جا سکتا، ایسی صورت میں ان کی تربیت کے لیے نہایت مفید اور کارآمد صورت بزرگوں کی صحبت ہے۔

قرآن کریم اور حدیث شریف میں ہمیں یہ اصول ملتے ہیں۔

يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيـنَ آمَـنُـوا اتَّقُوا اللَّـهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ''

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(سورہ توبہ۔ آیت 119)

دارین کی سعادت اور بھلائی کے حصول کا ذریعہ صالحین و اولیاء اللہ کی ہمنشینی ہے، جیسا کہ

حدیث پاک وارد ہے جسے محدث دکن ابوالحسنات حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے زجاجۃ المصابیح ج4 ص104، میں امام بیہقی کی شعب الایمان کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے:

عن أبی رزین: أنه قال له رسول الله صلى الله عليه و سلم: ألا أدلک على ملاک هذا الأمر الذی تصیب به خير الدنيا و الآخرة عليک بمجالس أهل الذکر......

ترجمہ: سیدنا ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس معاملہ کی اصل نہ بتاؤں جس کے ذریعہ تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرلو گے؟ اہل ذکر کی مجالس ومحافل کو لازم کرلو!۔

(شعب الایمان للبیهقی ، الحادی والستون من شعب الایمان ، قصة ابراهيم فی المعانقة، حدیث نمبر:9024)

یہ اصول اگرچہ چھوٹے بڑے سب کے لیے ہیں، تاہم بڑوں کے لیے تیر بہ ہدف ہے۔ خانقاہی نظام انہی پر قائم ہے بزرگان دین نے ان اصول کے ذریعہ ہزارہا بلکہ لاکھوں افراد کی نہایت کامیاب تربیت کی ہے، کیونکہ صحبت کے بارے میں فرمایا گیا: صحبت اثر کرتی ہے اگرچہ ایک لمحہ کیوں نہ ہو۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

صُحْبَتِ صَالِحْ تُرَا صَالِحْ کُنَدْ ☆ صُحْبَتِ طَالِحْ تُرَا طَالِحْ کُنَدْ

ترجمہ: نیک اور صالح کی صحبت تجھے نیک بناتی ہے اور برے کی صحبت برا بناتی ہے۔

حاضرین کرام! مٹی جو ہر چند مٹی رہتی ہے، لیکن جب گلاب کے پودے کے پاس ہوتی ہے

www.ziaislamic.com

تو وہ بھی مہکنے لگتی ہے اور یہی فطرت انسان میں بھی بدرجۂ اتم موجود ہے، اسے جیسی صحبت ملے؛ اسکی زندگی ویسے ہی پروان چڑھتی ہے۔

جَمَالِ ہَمْ نَشِیْں دَرمَنْ اَثَرْ کَرْدْ ☆ وَگَرْنَہ مَنْ ہَمَا خَاکَمْ کِہْ ہَسْتَمْ

ترجمہ: ہم نشین کا جمال مجھ میں اثر انداز ہوگیا ورنہ میں تو اپنے وجود میں خاک ہی ہوں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل اولاد کی تربیت کے ان اسلامی اصول کو عملی زندگی میں نافذ کرنے اور تادم زیست اس پر عمل پیرا رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور انہیں ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے!۔

آمین، بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعجازی شان

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الاکرمین الافضلین ومن احبھم وتبعھم باحسان الی یوم الدین اجمعین امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ،بسم اللہ الرحمن الرحیم: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ . وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا. فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا. صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام! چونکہ ماہ صفر المظفر کے اختتام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے خصوصی آثار ظاہر ہونے لگے تھے اور بارہ ربیع الاول کو آپ کا وصال مبارک ہوا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اقدس سے پہلے کی مبارک کیفیات اور وقت ِوصال کے احوال شریفہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں جس سے ہمیں معلوم ہو کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے احوال بھی آپ بے مثال شان وعظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔

عام طور پر جب کسی انسان کے انتقال کا وقت آتا ہے تو اس کے دل میں خوف وڈر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، ایک فرشتہ وقت مقررہ پر آجاتا ہے اور انسان چاہے یا نہ چاہے اس کی روح قبض کرلیتا ہے، اس کا دنیا اور دنیا والوں سے تعلق منقطع ہوجاتا ہے۔

آج میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ موت کے وقت عام انسان ان مراحل سے گزرتا ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالی نے بے مثل وبے مثال شان عطا فرمائی، آپ کا ہر معاملہ رفعتوں اور بلندیوں والا ہے، آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے، آپ کے وصال اقدس کا ہر مرحلہ عظیم شان والا ہے۔

حاضرین کرام! ملک الموت علیہ السلام جب روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں تو وہ کسی کی اجازت کے محتاج نہیں، لیکن جب وہ دربار نبوی میں حاضر ہوتے ہیں تو اجازت لیکر باادب حاضر ہوتے ہیں، اور سلام عرض کرکے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا اور مجھے حکم فرمایا کہ جب تک آپ سے اجازت نہ لوں روح مبارک قبض نہ کروں۔

حاضرین کرام! اس عنوان پر قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل پیش کی جارہی ہے۔ اس سے متعلق تفصیل دلائل کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔

میں نے خطبہ میں جن آیات مبارکہ کی تلاوت کی ہے اُن میں اللہ تعالی یہ ارشاد فرمارہا ہے:
جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ اللہ کے دین میں جماعت در جماعت داخل ہورہے ہیں تو آپ اپنے پروردگار کی تعریف کرتے ہوئے پاکی بیان فرمائیں اور (امت کے لئے) مغفرت طلب کریں بیشک وہ خوب توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

(سورۃ النصر۔1تا3)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

الصحابة اتفقوا على ان هذه السورة دلت على انه نعى لرسول الله صلى الله عليه وسلم .

ترجمہ: صحابہ کرام نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اس سورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اقدس کی خبر دی گئی ہے۔

(التفسیر الکبیر للرازی، سورۃ النصر۔ 3)

اس سورت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب لوگ جوق درجوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگیں، قبیلہ قبیلہ مشرف بہ اسلام ہوتا چلا جائے، اسلام کے انوار چار دانگ عالم میں پھیل جائیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مقصدِ بعثت حاصل ہو چکا، احکام الٰہی کی تبلیغ تمام وکمال کے ساتھ ہوچکی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حمد وثنا، تسبیح وتقدیس کا حکم فرمایا اور امت کے حق میں بخشش ومغفرت کی دعا کرنے کا امر فرمایا، گویا یہ وصال اقدس کے لمحات قریب آجانے اور سفر آخرت فرمانے کی علامتیں ہیں۔

وصال اقدس کی پیشنگوئی

جب یہ سورت نازل ہوئی تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلب فرمایا اور ان کے ساتھ آہستہ گفتگو فرمائی، اس سلسلہ میں مختلف روایتیں منقول ہیں صحیح مسلم کی روایت میں مذکور ہے:

فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي مَا تُخْطِءُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم شَيْئًا فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ بِهَا

ترجمہ: حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس انداز میں آئیں کہ آپ کے تشریف لانے کا انداز حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے انداز سے کچھ بھی علحدہ نہیں تھا، تو جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شہزادی کو ملاحظہ فرمایا تو ان کا استقبال کرتے ہوئے

فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِی ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَأَى جَزَعَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ .فَقُلْتُ لَهَا خَصَّكِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ بِالسِّرَارِ ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم سَأَلْتُهَا مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ مَا كُنْتُ أُفْشِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم سِرَّهُ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم

فرمایا: میری شہزادی کے لئے خوش آمدید! پھرانہیں اپنی داہنی جانب یا بائیں جانب بٹھایا پھر ان کے ساتھ آہستہ گفتگو فرمائی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں، جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فکر کرنے کو دیکھا تو آپ نے اُن سے دوسری مرتبہ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا سے کہا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے درمیان خصوصی طور پر آپ سے سرگوشی فرمائی' پھر آپ رونے لگیں' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرما ہوئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی کرتے ہوئے آپ سے کیا ارشاد فرمایا؟ حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فرمایا: میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کرسکتی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما ہوئے تو میں نے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا:

قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَا حَدَّثْتِنِي مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ أَمَّا الآنَ فَنَعَمْ أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْمَرَّةِ الأُولَى فَأَخْبَرَنِي ...... وَإِنِّي لاَ أُرَى الأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي فَإِنَّهُ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ أَمَا تَرْضَيْ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الأُمَّةِ قَالَتْ فَضَحِكْتُ ضَحِكِي الَّذِي رَأَيْتِ.

آپ کواس حق کا واسطہ جو میرا آپ پر ہے، مجھے بتلائیے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی کرتے ہوئے آپ سے کیا ارشاد فرمایا تھا؟ حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ہاں میں اب بتاتی ہوں؛ پہلی مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور مجھے خبردی کہ اسی حالت میں آپ کا وصال ہونے والا ہے اور فرمایا: میں اپنے وصال کو قریب دیکھتا ہوں تم تقوی پر قائم رہو اور صبر سے کام لو کیونکہ میں تمہارے لئے بہترین آگے جانے والا ہوں۔تو میں رونے لگی جیسا کہ اے ام المومنین آپ نے مجھے دیکھا پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بے چینی اور میرا فکر کرنا ملاحظہ فرمایا تو دوسری مرتبہ مجھ سے سرگوشی فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہ! کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تم ایمان والوں کی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا کہ اس امت کی خواتین کی سردار ہو'تو میں مارے خوشی کے ہنس پڑی جیسا کہ آپ نے دیکھا۔

(صحيح مسلم ج 2 ص290،كتاب فضائل الصحابة،باب فضائل فاطمة بنت النبى عليهاالصلوة والسلام،حديث نمبر:6467)

صحیح بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

ثُمَّ سَارَّنِی فَأَخْبَرَنِی أَنِّی أَوَّلُ أَهْلِ بَیْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِکْتُ.	ترجمہ: پھر مجھ سے سرگوشی کی اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں گی تو میں مارے خوشی کے ہنس پڑی۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب ، باب علامات النبوۃفی الاسلام،حدیث نمبر:3427)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا' جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں روایت ہے:

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ ذَلِکَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللَّهِ قَالَ فَبَکَی أَبُو بَکْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُکَائِهِ أَنْ یُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُیِّرَ فَکَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَیَّرَ وَکَانَ أَبُو بَکْرٍ أَعْلَمَنَا.	ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے لئے خطبہ ارشاد فرمایا' اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے ایک بندہ کو دنیا اور جو کچھ اللہ تعالی کے پاس ہے دونوں کے درمیان اختیار دیا ہے تو اس بندہ نے اُسے اختیار کیا جو اللہ تعالی کے پاس ہے ، راوی فرماتے ہیں : اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو ہم نے اس بات پر ان کے رونے کی وجہ سے تعجب کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کے بارے میں فرمایا جنہیں اختیار دیا گیا ہے، حقیقت یہ تھی جنہیں اختیار دیا گیا تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

(صحیح بخاری ،کتاب المناقب ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سدوا الابواب الا باب ابی بکر، حدیث نمبر:3454)

اسی سے متعلق مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف رونق افروز ہوکر فرمایا:

إِنَّ عَبْداً عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا فَاخْتَارَ الآخِرَةَ .فَلَمْ يَفْطُنْ لَهَا أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي بَلْ نَفْدِيكَ بِأَمْوَالِنَا وَأَنْفُسِنَا وَأَوْلاَدِنَا.قَالَ ثُمَّ هَبَطَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْمِنْبَرِ فَمَا رُئِىَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةِ.

ترجمہ: یقیناً ایک بندہ کے سامنے دنیا اس کی زینت ورعنائی کے ساتھ پیش کی گئی تو اس بندہ نے آخرت کو اختیار کیا، اس بات کو لوگوں میں کسی نے نہیں سمجھا سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بلکہ ہم سب اپنے اموال، اپنی جانیں اوراولاد آپ پر قربان کرتے ہیں، راوی کہتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اُترے پھر کبھی آپ منبر شریف پر خطبہ کیلئے تشریف فرمانہیں دیکھے گئے۔(یعنی یہ آخری خطبہ تھا)

(مسند امام احمد ، مسند ابی سعید الخدری ،حدیث نمبر:12185)

وصال مبارک سے پہلے کی کیفیات

حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر آن اپنے پروردگار کی غیر متناہی تجلیات مسلسل نازل ہوتی رہتی ہیں۔تاہم وصال مقدس کے لمحات جوں جوں قریب آتے گئے، قرب حق اور انوار الٰہی کے مشاہدہ میں ڈوبے رہنے کے باعث آپ کے بدن مبارک پر عجیب کیفیات طاری ہوتی رہیں۔ظاہری طور پر کبھی سر انور میں تکلیف کی شدت تو کبھی بخار میں تیزی اور حدّت اور کبھی غشی کا طاری ہونا، یہ سب کیفیات دراصل وصال حق وقرب رب کے انوار وتجلیات میں محویت واستغراق

کی آئینہ دار ہیں۔

صفر المظفر کے اختتام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے گئے، واپسی کے دوران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں درد شروع ہوا، جیسا کہ مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے:

يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ إِنِّي قَدْ أُمِرْتُ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لأَهْلِ الْبَقِيعِ فَانْطَلِقْ مَعِي .فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا وَقَفَ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ قَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْمَقَابِرِ لِيَهْنِ لَكُمْ مَا أَصْبَحْتُمْ فِيهِ مِمَّا أَصْبَحَ فِيهِ النَّاسُ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا نَجَّاكُمُ اللَّهُ مِنْهُ أَقْبَلَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يَتْبَعُ أَوَّلُهَا آخِرَهَا الآخِرَةُ شَرٌّ مِنَ الأُولَى.قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابومویہبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رات کے درمیانی حصہ میں بلا بھیجا اور فرمایا: اے ابومویہبہ ! مجھے حکم دیا گیا کہ اہل بقیع کے لئے استغفار کروں تو تم میرے ساتھ چلو، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا' جب آپ بقیع میں کھڑے ہوئے تو فرمایا: السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْمَقَابِرِ !تم پر سلامتی ہواے اصحاب قبور! جن حالات میں صبح کرتے ہو تمہارے لئے خوشگوار اور بہتر ہے اس سے جن حالات میں لوگ صبح کرتے ہیں' اگر تم جانتے جس سے اللہ تعالی نے تمہیں نجات عطا فرمائی، فتنے قریب ہیں تاریک رات کے حصوں کی طرح جس کا پہلا حصہ آخری حصہ کے پیچھے آتا ہے، آخری فتنہ پہلے سے برا ہے، حضرت ابومویہبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

يَـا أَبَـا مُوَيْهِبَةَ إِنِّـى قَدْ أُوتِيـتُ مَـفَـاتِيـحَ خَـزَائِنِ الدُّنْيَا وَالْخُلْدَ فِيهَـا ثُـمَّ الْـجَـنَّةَ وَخُيِّـرْتُ بَيْـنَ ذَلِكَ وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّى عَزَّ وَجَلَّ وَالْجَنَّةِ .قَـالَ قُـلْـتُ بِـأَبِى وَأُمِّى فَخُذْ مَفَاتِيحَ الدُّنْيَا وَالْخُلْدَ فِيهَا ثُـمَّ الْجَنَّةَ .قَـالَ لاَ وَاللَّـهِ يَا أَبَا مُـوَيْهِبَةَ لَـقَـدِ اخْتَرْتُ لِقَاءَ رَبِّى وَالْجَنَّةَ .ثُـمَّ اسْتَغْفَرَ لأَهْلِ الْبَقِيعِ ثُـمَّ انْـصَـرَفَ فَبُـدِءَ رَسُولُ اللَّـهِ صلى الله عليه وسلم فِى وَجَعِهِ الَّـذِى قَبَـضَـهُ الـلَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ حِينَ أَصْبَحَ.

اے ابومویہبہ! مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اور دنیا کا قیام عطا کیا گیا پھر جنت دی گئی اور دنیا کے درمیان اور میرے رب کے وصال وجنت کے درمیان اختیار دیا گیا، میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اور دنیا میں قیام اختیار فرمائیں' اس کے بعد جنت کو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابومویہبہ! اللہ کی قسم! یقیناً میں نے تو اپنے رب کے وصال اور جنت کو اختیار کرلیا ہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بقیع کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی اور واپس ہوئے، جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض مبارک کی وہ کیفیت شروع ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ آپ کی روح اطہر قبض کی۔

(مسند امام احمد، حدیث نمبر:16419)

تجلیات الٰہیہ کے مشاہدہ کے باعث اور اس میں مستغرق رہنے کی وجہ سے بظاہر درد ظاہر ہوا اور درد زیادہ ہونے کی وجہ بخار چڑھ گیا، بخار بھی اتنی شدت کے ساتھ تھا کہ بدن مبارک پر بخار کی حرارت محسوس ہوتی تھی، اس کیفیت کے باوجود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تشریف لاتے اور امامت فرماتے، ازواج مطہرات کی باریوں کا بھی لحاظ فرماتے، باوجود یہ کہ جس طرح بیویوں کی باریاں مقرر کرنا مسلمانوں پر واجب ہے؛ اسطرح ازواج مطہرات کے درمیان باری مقرر کرنا آپ

پر واجب نہیں تھا، لیکن آپ نے از راہ کرم اپنی جانب سے باریاں مقرر فرمائی تھیں، جب اس حالت میں زیادہ شدت ہوئی تو آپ نے تمام ازواج مطہرات کو طلب فرمایا اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں قیام فرمارہنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، اس وقت آپ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں تھے، تمام ازواج مطہرات نے رضامندی کا اظہار کیا، تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے حجرۂ مبارک تشریف لائے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم

محترم حاضرین! وصال مبارک سے پہلے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل امامت فرماتے رہے، جب بار بار غشی طاری ہوتی رہی تو آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا' اس سے متعلق صحیح مسلم میں حدیث پاک مذکور ہے:

فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى أَبِى بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّىَ بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّىَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلاً رَقِيقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ. قَالَتْ فَصَلَّى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الأَيَّامَ

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کہلا بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے عمر! تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: آپ امامت کے لائق وحق دار ہیں، چنانچہ ان دنوں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت فرماتے رہے،

ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلاَةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ لاَ يَتَأَخَّرَ وَقَالَ لَهُمَا أَجْلِسَانِى إِلَى جَنْبِهِ فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِى بَكْرٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّى وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلاَةِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلاَةِ أَبِى بَكْرٍ وَالنَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم قَاعِدٌ.

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ افاقہ محسوس فرمایا تو دو صحابۂ کرام کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمانے کے لئے مسجد تشریف لائے ؛جن میں ایک حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اور دوسرے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے‘اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی امامت فرمارہے تھے، جب آپ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا؛ پیچھے ہٹنے لگے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے نہ ہٹنے کا اشارہ فرمایا اور اُن دونوں حضرات سے فرمایا کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بٹھاؤ، اُنہوں نے آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بٹھادیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے رہ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنے لگے اور تمام صحابہ کرام حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکبیرات سن کر نماز ادا کرتے رہے، اس وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر امامت فرمارہے تھے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوة ،ج ۱ ص۱۷۸/۱۷۷، باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض و سفر وغيرهما،حديث نمبر:963)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی سکونت اور سفر آخرت کا اختیار

حاضرین کرام! جیسا کہ ابھی معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے خزانوں کی کنجیاں عطا دی گئیں، دنیا میں رہنے کا اختیار دیا گیا' جنت بھی آپ کے قدم اطہر چومنے کیلئے بے چین و بے قرار ہے، اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ملک الموت حاضر خدمت نہیں ہوسکتے۔ دنیا میں مزید رہنا' یا آخرت کو اختیار کرنا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں اور آپ کی مرضی پر موقوف تھا۔

اس سلسلہ میں ایک اور روایت صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ .

ترجمہ: فرماتی ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ کوئی پیغمبر دنیا سے نہیں جاتے؛ جب تک کہ انہیں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين، حديث نمبر:4310، ج 2، ص 660۔ مسند احمد، حديث نمبر: 26175، ج7، ص293، صحيح ابن حبان، كتاب التاريخ، باب مرض النبى صلى الله عليه وسلم، ج14، ص 556)

حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی منقول ہے:

ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الأَعْلَى قُلْتُ إِذًا لاَ يَخْتَارُنَا.

ترجمہ: وصال مبارک کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات ادا فرمارہے تھے"

اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلٰى" یعنی اے اللہ! میں رفیق اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ قیام اختیار

نہیں فرمائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات ، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم الرفیق الاعلی ،حدیث نمبر:5988، ج 2،ص 393)

بارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَا هُمْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوفِ الصَّلَاةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ أَنَسٌ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز فجر کی امامت فرمارہے تھے، اچانک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی اور جلوہ نمائی ہوئی کہ آپ نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اُٹھایا اور صحابہ کرام کی جانب نظر رحمت فرمائی ،جب کہ صحابۂ کرام نماز میں صف بستہ تھے، پھر آپ نے تبسم فرمایا' صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف سے مل جائیں اور یہ گمان کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مسلمانوں کو اس قدر مسرت وشادمانی حاصل ہوئی کہ سب لوگوں نے ارادہ کرلیا کہ نماز توڑ دیں اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار میں محو ہوجائیں۔

فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس سے انہیں اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز مکمل کرو! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے اور پردہ چھوڑ دیا۔

(صحیح البخاری ، ج 2ص640، کتاب المغازی ، باب مرض النبی صلی الله علیه وسلم ووفاته حدیث نمبر: 4183)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: **كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ** اس وقت چہرۂ انور کی شان یہ تھی کہ آب وتاب، چمک دمک اور نورانیت وہدایت میں قرآن کا صفحہ لگ رہا تھا۔

(صحیح البخاری ـ ج 1ـص93، کتاب الاذان ، باب اهل العلم والفضل احق بالامامة ، حدیث نمبر: 648)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تبسم فرمانا خوشی ومسرت کے لئے تھا، چہرۂ انور صفحۂ قرآن نظر آرہا تھا، چہرۂ انور میں نورانیت کے ساتھ ساتھ اس بات کی فرحت ومسرت کا اظہار تھا کہ احکام الہیہ کو پہنچانے کا عظیم مقصد حاصل ہو چکا ہے، امت، اسلام کی تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہے، عبادات و معاملات، اطاعت خداوندی اور خوشنودی الہی کے لئے بحسن وخوبی انجام دے رہی ہے۔

وصال مبارک کے وقت جبرئیل علیہ السلام کی حاضری

محترم سامعین! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک سے تین دن قبل حضرت جبرئیل علیہ السلام تاجدار ختم نبوت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے پیکر حمد وثنا! اللہ تعالی نے مجھے آپ کا اعزاز واکرام اور تعظیم واحترام بجالانے کے لئے بطور خاص بھیجا ہے، پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپکی پاکیزہ طبیعت اور احوال شریفہ دریافت کئے، پھر ملک الموت نے اجازت طلب کی تو جبرئیل

علیہ السلام نے عرض کیا: یہ ملک الموت ہیں، آپ سے اجازت طلب کررہے ہیں اور آپ سے پیشتر کسی نبی سے انہوں نے اجازت نہیں طلب کی اور نہ آپ کے بعد کسی انسان سے وہ اجازت طلب کریں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو! پس ملک الموت حاضر خدمت ہوئے اور آپ کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

إن الله أرسلني إليك وأمرني أن أطيعك، إن أمرتني بقبض نفسك قبضتها، وإن كرهت تركتها، فقال جبريل يا أحمد إن الله قد اشتاق إلى لقائك، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ملك الموت امض لما أمرت به، فقال جبريل :يا أحمد عليك السلام هذا آخر وطئي الأرض، إنما كنت أنت حاجتي من الدنيا.

بے شک اللہ عزوجل نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ آپ جو بھی ارشاد فرمائیں؛ میں اس کی تعمیل کروں ۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے پیکر حمد وثنا صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا: اے ملک الموت! تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو، پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو! روئے زمین پر (وحی کے ساتھ) میری یہ آخری حاضری ہے، اس کے سوا نہیں کہ اس دنیا میں میرا مقصود ومدعا آپ ہی ہیں۔

(المواهب اللدنية، ج 4 ص841۔ كنز العمال ، حرف الشين ، كتاب شمائل الاخلاق ، ج 7،ص100/101،حديث نمبر:18785)

ملک الموت کا کام یہ ہے کہ جس شخص کی عمر ختم ہو جائے اس کی روح قبض کرلیں، مدتِ عمر

ختم ہونے کے بعد اُنہیں دنیا کی کوئی طاقت اپنا کام انجام دینے سے نہیں روک سکتی، لیکن یہ بارگاہ سرورکون ومکاں کی بارگاہ ہے، یہ دربارِ بادشاہِ انس وجان کا دربار ہے، اس دربار عالی شان میں ملک الموت مؤدبانہ انداز سے اجازت طلب کرتے ہیں، اس بارگاہِ عالیجاہ میں خادمانہ شان سے حاضر ہوتے ہیں، وہ ملک الموت جن کے سپرد، ارواح قبض کرنے کا معاملہ ہے، جو مقررہ وقت پر روح قبض کرنے میں تأمل نہیں کرتے، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض یہ کرتے ہیں کہ حکم الہی یہی ہے کہ اطاعت کروں، منشأ یزدانی یہی ہے کہ آپکے حکم کی تعمیل کروں، آقا! آپ جو حکم فرمائیں بجالانے کے لئے حاضر ہوں۔

ملک الموت دراقدس پر اجازت کے خواہاں

عزیزان محترم! اسی طرح معارج النبوت، ج3 ص501 میں ایک روایت ہے: حضرت عزرائیل علیہ السلام ہزار فرشتوں کے ساتھ جو موتی اور یاقوت سے آراستہ لباس پہنے ہوئے تھے، زمین کی طرف آئے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے بعد اندر داخل ہوئے اور سلام عرض کیا، پھر عرض گزار ہوئے: اللہ تعالی نے آپ کو سلام فرمایا اور مجھے حکم فرمایا کہ جب تک آپ سے اجازت نہ لوں روح مبارک قبض نہ کروں، روح الامین حضرت جبرئیل عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خوشخبری لایا ہوں، فرمایا: کیا ہے؟ عرض کیا: آج دوزخ کے دروازے بند کردئے گئے، جنت آراستہ کردی گئی ہے، حورعین نے اپنے آپ کو آراستہ کرلیا ہے اور صف بستہ فرشتے آپ کے انتظار میں چشم براہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو سب مسرت بخش خبریں ہیں، مگر ایسی بات سناؤ! جس سے مزید خوشی ہو، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: تمام انبیا اور ان کی امتوں پر جنت اس وقت تک حرام ہے جب تک

آپ اور آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری خوشی اور زیادہ کرو! عرض کیا: حق تعالیٰ نے آپ کو ایسے فضائل عطا فرمائے ہیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے، حوض کوثر، مقام محمود، شفاعت عظمیٰ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کی امت میں سے اتنے لوگوں کو بخش دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب میرا دل خوش ہوا اور آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت علیہ السلام سے بخوشی ارشاد فرمایا: جس چیز کا تمہیں حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کرو!۔ (معارج النبوت ج3، ص501)

بارہ ربیع الاول روز دوشنبہ چاشت کے وقت سر انور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مبارک گود میں تھا، مسواک کرنے کا ارادہ فرمارہے تھے، لیکن مسواک سخت تھا، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسواک کو چبا کر نرم کیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے استعمال فرمایا؛ آپ کے سامنے ایک برتن تھا، آپ پانی میں دونوں مبارک ہاتھ داخل فرماتے اور لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ فرماتے ہوئے چہرۂ انور پر پھیرتے، پھر آپ نے دست اقدس اُٹھایا اور فرمایا'' أَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلٰى '' (بارالہا! میں رفیق اعلی کو اختیار کرتا ہوں) روح مبارک قبض ہوئی اور دست اقدس مائل ہو گیا۔

(صحیح البخاری، ج 2 ،ص640، کتاب المغازی ، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ و سلم و وفاتہ، حدیث نمبر:4184)

وصال مبارک کے بعد پڑھی جانے والی صلوۃ

صحابۂ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وصال مبارک کے بعد پڑھی جانے والی صلوۃ سے متعلق عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر صلوٰۃ کون پڑھیں گے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غسل مبارک اور تکفین سے فارغ ہونے کے بعد مجھے روضۂ اقدس کے کنارے میرے تخت پر رہنے

دو، پھر کچھ دیر میرے حجرۂ مبارک سے باہر ہوجاؤ! کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر صلوٰۃ پڑھنے والے جبرئیل ہونگے ، پھر میکائیل، پھر اسرافیل، پھر ملک الموت اور ان کے ساتھ فرشتوں کی بہت سی جماعتیں ہونگی، پھر تم لوگ جماعت در جماعت حاضر ہوتے جاؤ اور مجھ پر صلوٰۃ پڑھو! سب سے پہلے میرے اہل بیت حاضر ہونگے ، پھر ان کی مستورات، بعدازاں تم لوگ حاضر ہونگے ، کرم نوازی فرمانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اُن صحابہ کو جو اس وقت حاضر نہ ہوں اور آج کے دن سے قیامت تک میرے بعد آنے والے میرے غلاموں کو میری جانب سے سلام پہنچادو! ہم نے عرض کیا: آپ کے روضۂ اقدس میں کون داخل ہونگے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میرے پروردگار کے فرشتوں کے ساتھ میرے اہل بیت داخل ہوں گے۔

(حاشية الزرقانی علی المواهب۔ ج12، ص115/116)

قربان جائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام فرمانے پر، کہاں وہ عظمت والے نبی اور کہاں ہم سیاہ کار امتی، کہاں وہ ختم نبوت کے تاجدار کہاں ہم جیسے روسیاہ گنہگار، کیا ہم اس لائق ہیں کہ سرکار ہمیں سلام فرمائیں، ہمارے لئے سلامتی کی دعا کریں، ہمارا تو کوئی ایسا عمل نہیں جس کی وجہ سے ہم زبان نبوت کے ذریعہ سلامتی کے مستحق ہوجائیں، یہ محض حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی اور آپ کا کرم بالائے کرم ہے کہ آپ نے آنے والے تمام اہل ایمان کو سلام فرمایا، یہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال لطف وعنایت ہے کہ قیامت تک کے ہم مسلمانوں کو سلامتی عطا فرمائی، سرکار کی جانب سے سلامتی کی اس دعا کی برکت ہی ہے کہ ہم ہزاروں لغزشوں کے باوجود باعزت زندگی بسر کررہے ہیں، بے شمار گناہوں کے باوجود باسلامت ہیں، ہمیں چاہیئے کہ رحمت ومحبت کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے مشفق ومہربان حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کثرت سے درود شریف پڑھتے رہیں، سلام عرض کرتے رہیں۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق غسل شریف اور تکفین کے بعد حجرۂ مبارک خالی کردیا گیا، فرشتوں نے حجرۂ مبارک میں حاضر ہوکر صلوٰۃ وسلام عرض کیا، فرشتوں کی حاضری کے بعد صحابۂ

www.ziaislamic.com

کرام جماعت در جماعت حجرۂ مبارک میں حاضر ہوتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ، پہلے مرد حضرات حاضری دیتے، پھر مقدس خواتین، پھر بچے ،اس طرح کسی صحابی نے کسی کی اِقتدا نہیں کی، ہر شخص امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا اور صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کی سعادتیں وبرکتیں حاصل کرتا۔جیسا کہ سبل الھدی والرشاد ۔ج 12۔ص 331 میں ہے:**وقال أبو عمر رحمه الله تعالى وصلاة الناس عليه أفذاذا لم يؤمهم أحد.**

(سبل الھدی والرشاد ۔ج 12۔ص 331)

حجرۂ مبارک میں داخل ہوکر آپ کی خدمت بابرکت میں صحابۂ کرام نے ان کلمات کے ساتھ صلاۃ وسلام عرض کیا''**اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ**''.............

اللهم إنا نشهد أنه قد	اے اللہ! بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ حبیب پاک صلی اللہ
بلغ ما أنزل إليه ونصح	علیہ وسلم نے ان تمام احکام کو پہنچادیا جوآپ پر نازل کئے گئے
لأمته، وجاهد في سبيل	اور اپنی امت کی خیر خواہی فرمائی ، راہ خدا میں بڑے بڑے
الله تعالى، حتى أعز	مجاہدات فرمائے ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو
الله تعالى دينه وتمت	غلبہ عطا فرمایا اوراس کے کلمات پورے ہوئے، ہم اللہ''
كلماته فآمن به وحده	وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ'' کی ذات پرایمان لےآئے۔
لا شريک له فاجعلنا يا	پروردگارا! ہمیں اس کلام مقدس کی پیروی کرنے والا بنا جو
إلهنا ممن يتبع القول	حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوااور حضور پاک صلی
الذي أنزل معه واجمع	اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں ہمارا حشر فرما، تاکہ آپ کی نگاہ کرم
بيننا وبينه حتى يعرفنا	سے ہم بہرہ ورہوں اور بروزمحشر آپکی قدرومنزلت کو پہنچان
ونعرفه فإنه كان	لیں، بلاشبہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مومنوں پرحددرجہ
بالمؤمنين رؤوفا رحيما	شفقت ورحمت فرمانے والے ہیں،

لا نبتغی بالإیمان بدلا ولا نشتری به ثمنا أبدا، فیقول الناس آمین آمین.

ہم اپنے ایمان کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتے اور نہ اس کے ذریعہ کوئی قیمت ودام چاہتے ہیں، صحابۂ کرام اس دعا پرآمین آمین کہتے جاتے۔

(سبل الھدی و الرشاد ۔ج12 ۔ص330)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد فرشتوں نے اور صحابۂ کرام نے جو صلوٰۃ پڑھی اس سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں دو باتیں ہیں (1) ایک یہ کہ اس سے نماز جنازہ مراد ہے۔(2) دوسرے یہ کہ اس صلوٰۃ سے درودشریف مراد ہے، اور یہ دوسرے معنٰی مراد لینے میں کوئی تکلف نہیں، روایتوں کے الفاظ وکلمات اس کی تائید کرتے ہیں، درودشریف کے لئے عربی زبان میں جولفظ ''صلوٰۃ''''علی'' کے ساتھ استعمال ہوتا ہے نماز جنازہ کے لئے بھی ٹھیک اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ مَا قُبِضَ نَبِىٌّ إِلاَّ دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ .قَالَ فَرَفَعُوا فِرَاشَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- الَّذِى تُوُفِّىَ عَلَيْهِ فَحَفَرُوا لَهُ-

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک بیان فرمایا کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام جس جگہ وصال فرماتے ہیں؛ وہیں اُن کی آرام گاہ ہوتی ہے، لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حجرۂ مبارک میں تدفین شریف عمل میں آئی؛ جہاں وصال مبارک ہوا۔

(سنن ابن ماجه .باب ذكر وفاته ودفنه -صلى الله عليه وسلم 1696.)

روضۂ اقدس میں امت کی بخشش کے لئے دعاء

روضۂ اقدس لحد کے طور پر بنایا گیا، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہم نے اندر اترنے کی سعادت حاصل کی، حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سب سے آخر تک روضہ اقدس میں رخ انور کی زیارت کی، جب میں نے نظر ڈالی تو دیکھا: سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک جنبش کررہے ہیں! میں نے جب اپنا کان دہن مبارک کے قریب کیا تو میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں: رَبِّ اُمَّتِی اُمَّتِی، پروردگار! میری امت کو بخش دے، میری امت کو بخش دے۔

(مدارج النبوت فارسی ۔ ج2۔ص442)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محترم سامعین! حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰـهَ حَـرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَـأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ. فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ.

یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مقدس جسموں کو کھائے، پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، رزق پاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجه،ابواب ماجاء فی الجنائز،باب ذکر وفاته و دفنه صلی الله علیه و سلم، ص 118حدیث نمبر:1706)

حیاتی خیر لکم تحدثون ويحدث لكم فإذا أنا مت كـانـت وفـاتـي خيرًا لكم تعرض على أعمالكم

حضرت بکر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا دنیا میں قیام فرمارہنا تمہارے لئے بہتر ہے، تم مجھ سے ہم کلامی کا شرف پاتے ہو اور تمہیں احادیث شریفہ بیان کی جاتی ہیں،

فإذا رأيت خيرًا حمدت الله وإن رأيت شرًّا استغفرت لكم (ابن سعد عن بكر بن عبد الله مرسلاً	جب میں وصال کر جاؤں تو میرا یہ وصال فرمانا تمہارے حق میں بہتر ہے، تمہارے اعمال میری خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں، اگر میں ان میں کوئی نیکی دیکھتا ہوں تو اللہ تعالی کا شکر ادا کرتا ہوں اور برائی دیکھتا ہوں تو تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

(جامع الأحاديث ،حديث نمبر: 11666الجامع الكبير،حديث نمبر: 12123)

اللہ تعالیٰ ہمیں فیضان نبوت سے مستفیض فرمائے ،اورحشر میں آپ کی شفاعت عظمیٰ سے مستفید فرمائے اورہمیں عقائد صحیحہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے!

آمين، بجاه طه ويس صلى الله عليه واله واصحابه اجمعين وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين.

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

مصری گنج حیدرآباد، الہند

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

مستند اسلامی معلومات اورشرعی مسائل کا حل جاننے کے لئے اردو وانگلش زبان میں اسلامی ویب سائٹ www.ziaislamic.com ملاحظہ کیجئے

نوٹ : خطبۂ اولیٰ کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمالیں، سہولت کی خاطر ان پر بھی اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا کَمَا اَمَرْ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِہٖ وَکَفَرْ، وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ سَیِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرْ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مَصَابِیْحِ الْغُرَرْ۔__ اَمَّا بَعْدُ!

فَیَاعِبَادَ اللّٰہُ! اِتَّقُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرْ، وَانْتَھُوْا عَمَّا نَھَاکُمْ عَنْہُ وَزَجَرْ، حَافِظُوْا عَلَی الطَّاعَۃْ، وَحُضُوْرِ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَۃْ۔ وَاعْلَمُوْا! اَنَّ اللّٰہَ اَمَرَکُمْ بِأَمْرٍ بَدَأَ فِیْہِ بِنَفْسِہٖ، وَثَنّٰی بِمَلَائِکَتِہِ الْمُسَبِّحَۃِ لِقُدْسِہٖ، وَثَلَّثَ بِکُمْ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِیَّۃِ جِنِّہٖ وَاِنْسِہٖ، فَقَالَ تَعَالٰی فِیْ شَأْنِ نَبِیِّنَا مُخْبِرًا وَاٰمِرًا؛ أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمْ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ: إِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ یَا أَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیمًا؛ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّۃِ الْعَیْنْ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ۔ فَیَا اَیُّھَا الرَّاجُوْنَ مِنْہُ شَفَاعَۃً صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا؛ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَیْنِ وَصَاحِبِ الْھِجْرَتَیْنْ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ۔ فَیَااَیُّھَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰی رُؤْیَا جَمَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا؛ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ، لَا سِیَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِیْقْ، اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ بِالتَّحْقِیْقْ، اَلسَّابِقِ إِلَی الْاِیْمَانِ

وَ التَّصْدِيْقِ، اَلْمُؤَيَّدِ مِنَ اللّٰهِ بِالتَّوْفِيْقِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ، رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ. وَعَلَی الزَّاهِدِ الْاَوَّابِ، اَلنَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابِ، مُزَيِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ، اَلْمُوَافِقُ رَأْيُهٗ لِلْوَحْیِ وَالْكِتَابِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ. وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَانِ، ذِی النُّوْرَيْنِ وَالْبُرْهَانِ، مَنِ اسْتَحْيَتْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ. وَعَلٰی اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ، مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ، اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ. وَعَلٰی ابْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْنِ، اَلسِّبْطَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ، اَلطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْنِ، اَلْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنِ؛ سَيِّدَيْنَا اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ، رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا. وَعَلٰی اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا. وَعَلٰی جَمِيْعِ الْاَزْوَاجِ الْمُطَهَّرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَالْبَنَاتِ الطَّيِّبَاتِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ اَجْمَعِيْنَ. وَعَلٰی عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ وَالنَّاسِ، اَلْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسِ، سَيِّدَيْنَا اَبِیْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَاَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا. وَعَلَی السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ، وَالَّذِيْنَ بَايَعُوْهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالْقَرَابٰی وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی يَوْمِ الْقَرَارِ، رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاَعْلِ كَلِمَةَ الْحَقِّ وَالدِّيْنِ، اَللّٰهُمَّ

انْصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ، اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ شَمْلَ اَعْدَاءِ الدِّيْنِ، وَمَزِّقْ جَمْعَهُمْ يَا مُبِيْدَ الظَّالِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِهِمْ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامْ. اَللّٰهُمَّ كُنْ لَّنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَامَبْلَغَ عِلْمِنَا،وَلَاغَايَةَ رَغْبَتِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا يَخَافُكَ فِيْنَا وَلَا يَرْحَمُنَا، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ. وَاكْتُبِ اللّٰهُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ عَلَيْنَا وَعَلٰى عَبِيْدِكَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاةِ وَالْمُقِيْمِيْنَ وَالْمُسَافِرِيْنَ، فِيْ بَرِّكَ وَبَحْرِكَ وَجَوِّكَ مِنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِيْنَ. اَللّٰهُمَّ حَرِّرِ الْمَسْجِدَ الْبَابَرِيَّ وَالْمُقَدَّسَاتِ الْإِسْلَامِيَّةَ مِنْ اَيْدِي الظَّالِمِيْنَ الْمُعْتَدِيْنَ. رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِمَنْ لَهُ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا بِالدُّعَاءِ، وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتْ،وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتْ، اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتْ، رَبَّنَا اِنَّكَ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتْ، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ.

اُذْكُرُوْا اللّٰهَ تَعَالٰى يَذْكُرْكُمْ، وَادْعُوْهُ عَلٰى نِعَمِهٖ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَ اَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ.

☆......☆......☆